﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محمودا﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲/ مئی ۱۹۹۷ء شمارہ ۱۸

۲۴/ ذوالحجہ ۱۴۱۷ ہجری ☆ ۲/ ہجرت ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے

"درحقیقت مشکل تو یہ ہے کہ ہندوستان میں بوجہ اختلاف زبان استغفار کا اصل مقصد ہی مفقود ہو گیا ہے اور ان دعاؤں کو ایک جنتر منتر کی طرح سمجھ لیا ہے- کیا نماز اور کیا استغفار اور کیا توبہ- اگر کسی کو نصیحت کرو کہ استغفار پڑھا کرو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ میں تو استغفار کی سو بار یا دو سو بار تسبیح پڑھتا ہوں مگر مطلب پوچھو تو کچھ جانتے ہی نہیں- استغفار ایک عربی لفظ ہے اس کے معنے ہیں طلب مغفرت کرنا کہ یاالٰہی ہم سے پہلے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں ان کے بدنتائج سے ہمیں بچا کیونکہ گناہ ایک زہر ہے اور اس کا اثر بھی لازمی ہے- اور آئندہ ایسی حفاظت کر کہ گناہ ہم سے سرزد ہی نہ ہوں- صرف زبانی تکرار سے مطلب حاصل نہیں ہوتا-

توبہ کے معنے ہیں ندامت اور پشیمانی سے ایک بدکام سے رجوع کرنا- توبہ کوئی برا کام نہیں ہے- بلکہ لکھا ہے کہ توبہ کرنے والا بندہ خدا کو بہت پیارا ہوتا ہے- خدا تعالیٰ کا نام بھی تواب ہے- اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اپنے گناہوں اور افعالِ بد سے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے اور آئندہ اس بدکام سے باز رہنے کا عہد کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رجوع کرتا ہے رحمت سے- خدا انسان کی توبہ سے بڑھ کر توبہ کرتا ہے- چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر انسان خدا کی طرف ایک بالشت بھر جاتا ہے تو خدا اس کی طرف ہاتھ بھر آتا ہے- اگر انسان چل کر آتا ہے تو خدا تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے یعنی اگر انسان خدا کی طرف توجہ کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت، فضل اور مغفرت میں انتہا درجہ کا اس پر فضل کرتا ہے- لیکن اگر خدا سے مونہہ پھیر کر بیٹھ جاوے تو خدا تعالیٰ کو کیا پروا-

دیکھو یہ خدا تعالیٰ کے فیضان کے لینے کی راہیں ہیں- اب دروازے کھلے ہیں تو سورج کی روشنی برابر اندر آرہی ہے اور ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہے- لیکن اگر ابھی اس مکان کے تمام دروازے بند کر دیئے جاویں تو ظاہر ہے کہ روشنی آنی موقوف ہو جاوے گی اور بجائے روشنی کے ظلمت آجاوے گی- پس اسی طرح سے دل کے دروازے بند کرنے سے تاریکی ذنوب اور جرائم آموجود ہوتی ہے اور اس طرح انسان خدا کی رحمت اور فضل کے فیوض سے بہت دور جا پڑتا ہے- پس چاہئے کہ توبہ استغفار منتر جنتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ ان کے مفہوم اور معانی کو مدنظر رکھ کر تڑپ اور سچی پیاس سے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو-"

(ملفوظات جلد ۱۰- صفحہ ۳۳۸،۳۳۹)

خدا کی تقدیر حرکت میں آئی ہے اور آسمان ضرور کچھ نشان ظاہر کرے گا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۸/ اپریل ۱۹۹۷ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں نماز جمعہ پڑھائی اور اس سے قبل خطبہ ارشاد فرمایا- چونکہ آج ہی عیدالاضحیہ بھی تھی لہٰذا حضور انور نے مختصر خطبہ ارشاد فرمایا اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں آج سے ایک سو سال قبل رونما ہونے والے ایک انتہائی اہم واقعہ کی یاد دلائی اور پنڈت لیکھرام کے قہری تجلی کا نشانہ بننے کا وہ بہت وسیع مضمون ایسے خوبصورت، جامع اور دلکش انداز میں بیان فرمایا کہ اس قدر اختصار بظاہر محالات کی طرح نظر آتا تھا-

حضور انور نے اس دن کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کا جمعہ جو عید کے دن ہو رہا ہے آج سے سو سال پہلے ایک جمعہ کی یاد دلاتا ہے جو عید ہی کے دن ہوا- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکھرام سے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی جس کے پورا ہونے کا وقت اس الہامی فقرہ میں تھا کہ یہ واقعہ عید کے دن رونما ہوگا اور عید اس کے قریب تر ہوگی اس کا مطلب تھا کہ دو عیدیں اکٹھی ہوں گی، ایک کامل عید اور دوسری عید اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہوگی اور چھ سال کے اندر اندر لیکھرام خدا تعالیٰ کے قہری عذاب کا نشانہ بنے گا اور قتل کیا جائے گا اور ۱۸۹۷ء میں وہ جمعہ آیا جو عید کے دن تھا اور العید بن گیا یعنی ایسا جمعہ اور ایسی عید جو دونوں اپنے اپنے مضمون کے لحاظ سے کامل ہو گئے اور اس سے دوسرے دن وہ یوم العید ظہور پذیر ہوا جبکہ ایک نوجوان نے لیکھرام کے پیٹ میں چھری گھونپ کر اسے قتل کر دیا-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کشفی نظارہ کا حوالہ دیا جس میں آپؑ نے ایک فرشتے کو چھری ہاتھ میں لئے دیکھا جو لیکھرام کا پوچھ رہا تھا...... اور پھر انتہائی کوشش اور تلاش کے

باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے- یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے- مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو وڈیو (یو- کے-) سے اس کی وڈیو حاصل کر سکیں- گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے :-

ہفتہ ۱۲/ اپریل ۱۹۹۷ء

آج پروگرام کے مطابق بچوں کے ساتھ ملاقات تھی- سب سے پہلے ملیحہ منور نے اپنے مخصوص انداز میں نظم پڑھی پھر بعض بچوں نے تقاریر کیں- طارق حیات نے حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کی سوانح بیان کی- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ نے ۳۰ سال کی عمر میں ربوہ میں دیکھا ہوا ایک خواب بیان فرمایا-

اتوار ۱۳/ اپریل ۱۹۹۷ء

آج انگریزی بولنے والے افراد کے ساتھ ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا- مہمانوں میں شام اور ترکی کے احباب و خواتین شامل تھے- قارئین کے استفادہ کے لئے سوالات اور جوابات کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے-

☆ حضرت عیسیٰؑ کے ٹیورین کفن کے بارے میں سوال کیا گیا-

حضور نے فرمایا سائنسدانوں کی توجہ یہ ثابت کر سکتی ہے کہ کپڑے کا یہ ٹکڑا ان کے صلیب پر نہ فوت ہونے کا ثبوت ہے-

☆ کیا حضور کے مباہلہ کا تعلق الجیریا کے ساتھ بھی ہے ؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ خاص قسم کا چیلنج تھا جس کے لئے میرے الفاظ قابل غور ہیں- یہ ہم سے اختلاف رکھنے والوں کے لئے نہیں، ہم پر جھوٹے اتہام لگانے والوں کے لئے ہے-

☆ مسلمانوں کو حصول علم کی تاکید ہے- آج کل علوم کی بہت سی شاخیں ہیں- اس لئے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے ؟

حضور انور نے فرمایا کہ کوئی بھی علم ایسا نہیں جو خدا تک نہ پہنچاتا ہو- علم وہ ذریعہ ہے جو سچائی تک لے جاتا ہے اور اندھیرے سے نور کی طرف لاتا ہے اور سائنس کا علم تو ضرور خدا تک لے جاتا ہے-

☆ انسان پر ماحول کے اثر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

حضور انور نے فرمایا کہ اس سلسلے میں Key Word قرآنی ارشاد "لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا" ہے اور اس میں بھی لفظ "وسعھا" (Capacity) قابل غور ہے-

☆ کیا حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی ایسی پیشگوئیاں ہیں جو ابھی پوری نہیں ہوئیں ؟

حضور انور نے فرمایا ہاں تیسری عالمی جنگ اور ایک قسم کی طاعون یعنی Aids کی تباہی کی پیشگوئیاں ہیں جو آج کل کی مغربی عیسائی قوموں پر اطلاق پاتی ہیں- حضور نے ان کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا-

☆ پیسے کا بہترین مصرف کیا ہے ؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ انسانیت کی بھلائی کے لئے سائنس کی تحقیق میں پیسہ لگانا منع نہیں بلکہ بہت نوبل کام ہے-

☆ ایک افریقن دوست کا سوال تھا کہ انسان انسان کا دشمن کیوں ہے ؟

حضور نے فرمایا کہ مسئلہ امیروں اور غریبوں کا ہے اور مظلوم جب طاقت میں آتے ہیں تو وہی ظلم کا وطیرہ اختیار کر لیتے ہیں- قرآن مجید نے بار بار فرمایا ہے کہ انسان خود اپنے آپ کو سزا دیتا ہے- افریقہ کا مزاج ایسا ہے کہ ایک دفعہ جنگ شروع کر دیں تو پھر مشکل ہی ختم کرتے ہیں-

سوموار ۱۴/ اپریل ۱۹۹۷ء

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۸ انشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی جو ۶ جون ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی-

حضور مغربی ممالک یعنی کینیڈا اور امریکہ وغیرہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کے بعد واپس تشریف لائے تھے- آپ نے فرمایا کہ میرا مشاہدہ ہے کہ باہر کی لجنات خدا کے فضل سے تبلیغ میں بہت تیز ہو گئی ہیں اور اس طرح میدان میں نکلی ہیں کہ بڑے بڑے متعصب لوگوں کی بیویوں کو احمدی بنا لیا ہے-

حضور انور نے تجربات کی رپورٹیں بھجوانے کی ہدایت بھی فرمائی- اور جسمانی اور دماغی بونے پن کا نسخہ بیان فرمایا "برائیٹا کارب ۲۰۰ + بے سی لینئم ۲۰۰"

باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

دستش محافظ است ز ہر باد صرصرم

معاندین نبوت کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ نبی کی صداقت کے نشانات کو دیکھنے کے باوجود انہیں تسلیم نہیں کرتے اور انکار و تکذیب پر مصر رہتے ہیں اور بار بار ایک ہی رٹ لگاتے چلے جاتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی نشان دکھاؤ- قرآن مجید نے جس طرح تاریخ انبیاء کو محفوظ فرمایا ہے اس میں یہ حقیقت مختلف پیرایوں میں بار بار بیان فرمائی گئی ہے- حقیقت یہ ہے کہ نبی کی زندگی اپنی ذات میں ایک بہت بڑا نشان بلکہ کئی نشانوں کا مجموعہ ہوتی ہے- وہ یکاو تنہا اپنے ماحول کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لئے خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے صداقت کا ایک چراغ روشن کرتا ہے- لوگوں کی اکثریت اس نور سے حصہ پانے کی بجائے اس آسمانی چراغ کو بجھانے کے درپے ہو جاتی ہے- قوم کے روٴسا اور بڑے بڑے جابر حکمران اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں- دشمنی و عداوت اور ایذا دہی کی تیز و تند آندھیاں چلتی ہیں لیکن وہ آسمانی چراغ ان کی کوششوں سے نہیں بجھتا بلکہ اس کی روشنی دن بدن پھیلتی چلی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ اس کے گرد پروانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے- نبی کے مخالفین جانتے ہیں کہ یہ شخص صادق اور امین ہے- اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا- یہ نہایت دیانتدار شخص ہے- اس کے اخلاق نہایت اعلیٰ ہیں- وہ نبی اور اس کے ساتھی مومنین کی پاکیزہ زندگیوں پر گواہ ہوتے ہیں- ان کی استقامت، سچائی کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دیتے چلے جانا یہ سب امور نشان ہی تو ہیں لیکن پھر بھی جن کے مقدر میں تکذیب لکھی جا چکی ہو وہ اس پر مونہہ مارتے ہیں اور جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکتے چلے جاتے ہیں- یہاں تک کہ خدا کی آخری تقدیر ظاہر ہوتی ہے اور بالآخر وہ ظالم مٹا دیئے جاتے ہیں اور سچائی کا نور پوری آب و تاب سے دنیا پر چمکنے لگتا ہے-

آج اس دور میں آنحضرت ﷺ کے غلام کامل، آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث ہونے والے مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کی جماعت بھی اسی قسم کے حالات سے گزر رہی ہے جس سے پہلے انبیاء اور ان کے متبعین گزرے تھے اور یہاں بھی خدا تعالیٰ کا جماعت مومنین سے وہی سلوک ہے جو پہلے راستبازوں سے ہوتا آیا ہے- کون نہیں جانتا کہ آج سے تیرہ سال پہلے پاکستان کے فوجی حکمران نے ایک ظالمانہ آرڈیننس کے ذریعہ پاکستان کے احمدیوں کے مذہبی آزادی کے حق پر قدغن لگائی- ان کے لئے مسجد کو مسجد کہنا اور نماز کے لئے اذان دینا یعنی الله اکبر اور اشهد ان لا اله الا الله اور اشهد ان محمد رسول الله...... کے کلمات کہنا شدید جرم بن گیا- سینکڑوں افراد کو اس جرم میں جیلوں میں ڈالا گیا- کئی شہید ہوئے اور لاکھوں احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی اجیرن بنا دی گئی لیکن وہ اپنے مقاصد میں ناکام رہا- کیا احمدیوں کی یہ غیر معمولی استقامت ان کی صداقت کا نشان نہیں- پھر یہی وہ بدنصیب شخص ہے جس نے خدا کو گواہ ٹھہراتے ہوئے اس کا نام لے کر احمدیت کو ایک کینسر قرار دیتے ہوئے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے عزم کا اعلان کیا- لیکن پھر کیا ہوا؟ احمدیت تو پہلے سے کئی گنا تیز رفتاری کے ساتھ فتح و کامیابی کی نئی منازل طے کرنے لگی- ہزاروں کی تعداد سے نکل کر لاکھوں کی تعداد میں ہر سال لوگ حلقہ بگوش احمدیت ہونے لگے- احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام آسمان کی بلندیوں کو چھو کر پھر کرہ زمین پر پہلے سے زیادہ عظمت و شوکت کے ساتھ اترنے لگا اور کلمہ شہادت اور تکبیر کی صدائیں جنہیں وہ دشمن بدنوا پاکستان میں ہمیشہ کے لئے دبانے کے ارادے رکھتا تھا وہ سارے عالم میں گونجنے لگیں- اگر احمدیت ایک کینسر ہوتا، اگر احمدیت کسی انسان کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہوتا تو یہ کبھی کا اکھاڑ دیا جاتا- کیا احمدیت کی یہ روز افزوں ترقی، کیا احمدیوں کا بڑھتا ہوا اخلاقی معیار، کیا ان کی سچائی سے محبت اور صداقت کے اظہار کے لئے جانی و مالی، لسانی و حالی قربانیاں، کیا ان کا شوق عبادت اور تقویٰ و صالحیت میں ترقی کے لئے مسلسل جہاد ان کی سچائی کے نشانات نہیں- دوسری طرف وہ جو خدا کی نظر میں کینسر تھا اس کے انجام پر بھی نظر ڈالیں کہ کیسے خدا نے اس کی دھجیاں بکھیر دیں- اس کے وجود کے ذرہ ذرہ کو نہایت عبرتناک طریق پر جلا کر خاکستر کر دیا- کیا احمدیت کے اس کھلے کھلے دشمن کی یہ ذلت آمیز ہلاکت بھی احمدیت کی سچائی کا نشان نہیں!؟ وہ کونسا ہاتھ ہے جس نے اس ظالم حکمران کو اس بدانجام تک پہنچایا- وہ کونسی ذات ہے جس نے شجر احمدیت کی حفاظت کی- وہ کونسا وجود ہے جو احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جاتا ہے- کچھ تو سوچیں، کچھ تو غور کریں!!

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے یریدون لیطفئوا نورالله بافواههم والله متم نوره ولو کره الکافرون یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ نور خدا کو اپنے مونہہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں-

......افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں- ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں- کیا بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو- نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے- کس نے ان کو نامراد رکھا؟ اسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے-" (حقیقۃ الوحی)

من در حریم قدس چراغ صداقتم — دستش محافظ است ز ہر باد صرصرم

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ اول

باوجود قاتل کا سراغ نہ مل سکا کہ وہ کون تھا؟ کہاں سے آیا؟ کہاں چلا گیا؟ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ کی گستاخی میں اس کو یہ سزا ملنی تھی- پس یہ ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے جو ۱۸۹۷ء میں ایک سو سال پہلے رونما ہوا-

حضور انور نے اس ضمن میں احباب جماعت کو دعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا پس آؤ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاں نشانات کی کمی نہیں پھر احمدیت کے حق میں ایسے ہی معجزات دکھائے کیونکہ آج سینکڑوں ہزاروں لیکھرام پیدا ہو چکے ہیں جو دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گند بکتے اور گستاخیاں کرتے ہیں- حضور نے فرمایا کہ یہ حسن اتفاق نہیں ہے، مقدر معلوم ہوتا ہے کہ یہی سال مباہلے کا سال بن گیا کیونکہ اس سے پہلے جب مباہلے کا میں نے چیلنج دیا ہے تو میرے وہم و گمان کے کسی گوشے میں بھی نہیں تھا کہ یہ لیکھرام کے متعلق خدا تعالیٰ کی چھری کے چلنے کا سال ہے-

آخر میں حضور نے مزید فرمایا کہ یہ ساری باتیں جو اکٹھی ہو گئی ہیں یہ بتا رہی ہیں کہ خدا کی تقدیر حرکت میں آئی ہے اور آسمان ضرور کچھ نشان ظاہر فرمائے گا پس آیئے ہم سب دعاؤں میں شامل ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اس نشان کو جو اس نے ظاہر کرنا ہے ہماری دعاؤں کے ساتھ بھی ملا دے اور اس کا ثواب ہمیں بھی عطا ہو-

(خلاصہ مرتبہ : صادق محمد طاہر)

بقیہ مختصرات از صفحہ اول

روزمرہ کے لئے "سلیشیا 6X + کالی فاس 6X + کلکیریا فلور 6X" مفید ہے- اسی طرح "اینٹی مونیم کروڈ" پاؤں کے سخت موقوں کی چوٹی کی دوا ہے-

حضور انور نے آئسوپیتھی اور ہومیوپیتھی کی تعریف پر روشنی ڈالی اور کاربو ویج کی اہمیت بیان کی-

منگل ۱۵/ اپریل ۱۹۹۷ء

آج ترجمۃ القرآن کلاس کی بجائے حضور انور کے ساتھ بچوں کا ایک پرانا پروگرام نشر مکرر کے طور پر پیش کیا گیا جس میں حضرت مولانا برہان الدین صاحبؓ کے حالات زندگی پر مضمون قابل ذکر تھا- حضور انور نے حضرت مولانا صاحبؓ کا یہ واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک لیکچر دینے کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے- اختتام پر مخالفین نے شور مچایا اور پتھر پھینکے اور مولوی صاحب کو پکڑ لیا اور احمدیت چھوڑنے پر مجبور کرنے لگے- آپ کے انکار پر اس جم غفیر نے گوبر آپ کے چہرے پر ملا اور آنکھوں میں بھی ڈالا- اس پر آپ نے فرمایا الحمد للہ میں کیسا خوش قسمت ہوں- آنحضرت ﷺ کے زمانے کے حالات پڑھ کر میں ترسا کرتا تھا کہ کاش میں آپکے زمانے میں ہوتا اور دکھ دیا جاتا- تو دیکھو کہ آج مسیح موعودؑ نے ان دونوں زمانوں کو "و آخرین منهم لما یلحقوا بهم" کے مطابق ملا دیا اور اس پیشگوئی کو کس طرح پورا فرما دیا ہے-

بدھ ۱۶/ اپریل ۱۹۹۷ء

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۹۲ میں حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الشعراء کی آیات ۱۷۷ تا ۲۱۰ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان فرمائی-

"اصحاب الایکۃ" میں "ایکۃ" کے معنے ہیں : گھنے درختوں والی بستیاں جن میں بکثرت سبزہ ہو اور پارک وغیرہ بنے ہوئے ہوں- حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں یورپ کے ممالک کے باغات کا نقشہ کھینچا گیا ہے- کچھ لوگوں نے جنگل کے بھی معنے کئے ہیں لیکن لفظ "مرسلین" بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جنگلوں میں تو نبی نہیں بھیجے تھے- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انبیاء معاشرتی خرابیوں کے خلاف جہاد شروع کر دیتے ہیں جو ان کی امانت کا ثبوت بن جاتا ہے- مرکزی نقطہ امین ہونا ہے- اگر جماعت احمدیہ امین بن جائے تو ہو نہیں سکتا کہ لوگ ان کی طرف متوجہ نہ ہوں- حضور انور نے فرمایا : امانت کی کمزوری کی وجہ سے جو طعنے ہمیں کبھی کبھی مل جاتے ہیں وہ بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں- بعض احمدی جب غیر احمدیوں سے امانت نہیں برتتے، وہ براہ راست مجھے لکھ دیتے ہیں جس کا مطلب ہوتا ہے کہ جماعت تو ایسی ہے- اس طرح ایسے لوگ اس خوبی کو زخمی کر دیتے ہیں-

"یوم الظلة" کے عذاب کی دھمکی کے سلسلے میں حضور انور نے فرمایا کہ آئندہ بھی ایسا عذاب ان قوموں پر آئے گا جو بددیانت اور ناپ تول وغیرہ میں کمی کریں گی-

حضور انور نے "روح الامین" کی پر معارف تفسیر بیان فرمائی اور "عربی مبین" کی وضاحت کی-

آیت نمبر ۱۹۷ کی تشریح میں حضور انور نے اس حقیقت پر روشنی ڈالی کہ "زبر الاولین" میں قرآنی تعلیمات چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں گزشتہ انبیاء پر نازل کی گئیں- گیتا، وید، بائبل، زرتشت اور کنفیوشس کی کتب میں قرآن کریم کی تائید میں حوالے ہمارے علماء نے تلاش بھی کئے ہوئے ہیں لیکن لازم ہے کہ احمدی محقق ٹیمیں بنائیں اور ان تمام حوالوں کو یکجا کریں- حضور نے یہ رہنمائی بھی فرمائی کہ قرآن مجید نے پرانی اقوام کے آثار قدیمہ کا مطالعہ کرنے پر زور دیا ہے- اس لئے یورپ، امریکہ، کینیڈا اور آسٹریلیا کے احمدیوں کو تحقیقاتی ادارے بنانے چاہئیں- یہ قرآن مجید کی خدمت کا عظیم الشان موقعہ ہے-

جمعرات ۱۷/ اپریل ۱۹۹۷ء

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۹ جو ۷ جون ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی-

شہد کی مکھی کے شفا کے اوصاف پر حضور انور نے سیر حاصل بحث فرمائی اور پھر Propolis کے بارے میں ڈنمارک کے ایک سائنسدان کی تحقیقات بیان فرمائیں- ایپس اور سلیشیا کے متعلق بہت سے تجربات پر روشنی ڈالی-

جمعۃ المبارک ۱۸/ اپریل ۱۹۹۷ء

آج عید الاضحیٰ منائی گئی اور ملاقات کے وقت حضور ایدہ اللہ کا صبح ۱۰ بجے نشر کردہ خطبہ عید دوبارہ نشر کیا گیا-

(ا-م-چ)

اخبارات و جرائد سے

ہفت روزہ "حرمت" اسلام آباد ۲۷ دسمبر ۹۶ء تا ۲ جنوری ۹۷ء میں مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا ایک خصوصی انٹرویو شائع ہوا ہے جو "حرمت" کے ایڈیٹر انچیف جناب زاہد ملک نے واشنگٹن (امریکہ) میں لیا۔ ہفت روزہ "حرمت" کے شکریہ کے ساتھ ہم یہ انٹرویو ذیل میں ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

واشنگٹن میں دوروزہ قیام کے دوران خواہش پیدا ہوئی کہ کسی ایسی شخصیت سے ملاقات ہو جائے جو پاکستان کی موجودہ اقتصادی صورتحال پر ماہرانہ تبصرہ کر سکے، یعنی آج اقتصادی لحاظ سے پاکستان جہاں آن پہنچا ہے وہ کیسے پہنچا ہے اور یہ کہ اب پاکستان کا مستقبل کیا ہے۔ پاکستان کے سابق وزیر اعظم جناب معین قریشی واشنگٹن میں نہ تھے۔ جناب معین قریشی واشنگٹن سے ۱۳ میل دور ایک انتہائی خوبصورت اور جدید مضافاتی علاقہ "نیو لندن ڈرائیو پوٹامک" (New London Drive Potomac) میں رہتے ہیں۔ ان کی رہائش گاہ کے قریب ہی پاکستان کے موجودہ مالی مشیر جناب شاہد جاوید برکی بھی رہتے ہیں۔ برکی صاحب ان دنوں واشنگٹن میں تھے لیکن ان سے ملاقات کا فائدہ یوں نہ تھا کہ اب وہ حکومت سے وابستہ ہیں اس لئے ان کی رائے میں جھول ہو سکتا ہے۔ اسی علاقہ میں پاکستان کے ایک اور نامور سپوت جناب ایم۔ ایم۔ احمد بھی رہائش پذیر ہیں۔ دراصل یہ خوبصورت کالونی عالمی بینک اور آئی۔ ایم۔ ایف وغیرہ سے وابستہ سینئر شخصیات ہی پر مشتمل ہے۔ پاکستان کے ایک سابقہ سفیر سلطان خان بھی یہاں قیام فرماتے ہیں۔

جناب ایم۔ ایم۔ احمد، صدر محمد ایوب خان کے اہم ترین مشیروں میں سے تھے۔ ساٹھ کے عشرہ کے اوائل میں سیکرٹری تجارت اور سیکرٹری خزانہ بھی رہے۔ پھر صدر کے مالی امور کے مشیر مقرر ہوئے۔ عالمی بینک و دیگر عالمی اداروں سے قرضہ جات کے حصول کے لئے پاکستانی وفد کی قیادت کرتے رہے اور پھر یوں بتدریج ترقی و شہرت کی منازل طے کرتے کرتے ۷۴-۱۹۷۲ء میں عالمی بینک کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ پاکستان اور تیسری دنیا کے بہت سے ممالک کی اقتصادی صورتحال پر اتھارٹی مانے جاتے ہیں۔

جناب ایم۔ ایم۔ احمد سے رابطہ قائم کیا تو وہ ازراہ کرم ہوٹل میں میرے کمرے میں تشریف لے آئے۔ جیسا کہ پاکستان میں بہت سے لوگ جانتے ہیں جناب ایم۔ ایم۔ احمد کی شخصیت کا ایک اور قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ ان کا تعلق احمدیہ جماعت سے ہے اور آج کل وہ امریکہ میں تحریک احمدیہ کے سربراہ ہیں۔ قدرتی طور پر ان سے بات چیت کے دوران ان کی جماعت کے معاملات بھی زیر بحث آگئے اور انہوں نے اس حوالے سے اپنا نقطہ نظر بیان کیا۔ میرے لئے ان کا یہ انکشاف حیران کن تھا کہ اس وقت امریکہ میں تقریباً ۱۵۰ ڈاکٹروں کا تعلق ان کی جماعت سے ہے اور امریکہ میں ان کی جماعت کا سالانہ بجٹ چار ملین ڈالر (تقریباً ۱۶ کروڑ روپے) ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کی اہم شخصیات امریکہ یاترا کے دوران جناب ایم۔ ایم۔ احمد سے ضرور ملاقات کرتی ہیں اور یوں اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ گزشتہ دنوں پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب نسیم حسن شاہ امریکہ تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی جناب ایم۔ ایم احمد سے ملاقات کی۔

س: پاکستان کے سابق صدر جنرل محمد ایوب خان کا دور حکومت پاکستان کا سنہری دور تصور ہوتا ہے۔ ان کے عہدِ حکومت میں پاکستان میں تعمیر و ترقی کا غیر معمولی کام ہوا۔ آپ بھی اس نظام کا حصہ تھے اور سابق صدر کے اعلیٰ صلاح کاروں میں شامل تھے۔ میں آپ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا یہ صدر ایوب کی ذاتی اور شخصی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے ان کے دور میں اس قدر قابل تعریف کام ہوا۔ غرض یہ کہ اس عہد میں ترقی کا اتنا زیادہ کام ہونے کے پس پردہ کیا عوامل کار فرما تھے؟

ج: ابتداء میں تو میں صوبائی حکومت میں شامل تھا۔ مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقعہ اس وقت ملا جب میں ۱۹۶۲ء میں پہلی مرتبہ مرکزی حکومت بحیثیت فنانس سیکرٹری شامل ہوا۔ اس وقت حکومت کراچی سے اسلام آباد منتقل ہو چکی تھی۔ مجھے ان کی جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ ان کا ملک و قوم کے لئے کھرا درد تھا۔ وہ بہت بڑے محب وطن تھے۔ وہ ملک کی ترقی اور تعمیر کے لئے مستقل طور پر کوشاں رہتے اور قوم کو ترقی یافتہ قوموں کے شانہ بشانہ لا کھڑا کرنے کے لئے ہمیشہ سوچتے رہتے۔ وہ پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لانا چاہتے تھے۔ ان کا اپنا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ اپنے سرہانے کے نیچے ایک کاپی اور پنسل رکھتے اور اگر کوئی مفید بات ذہن میں آجاتی تو اسے اس کاپی میں لکھ لیتے اور کابینہ کی میٹنگ میں زیر بحث لے آتے، بے شک وہ ایجنڈے میں شامل ہو یا نہ ہو۔

وہ بہت سادہ زندگی گزارتے اور ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ وطن کے لئے وقف تھا۔ جب تک بیماری نے ان پر حملہ نہیں کیا وہ بہت توانائی کے ساتھ ملک و قوم کے لئے کام کرتے رہے۔ البتہ بیمار ہونے کے بعد انہیں کمزوری نے آلیا۔ اوپر سے مشرقی پاکستان کے حالات نے بڑی خرابی پیدا کی۔ پھر کچھ وزراء کے باہمی اختلافات نے بھی حالات پر گہرا اثر ڈالا۔ بھٹو صاحب اور نواب آف کالاباغ کے مابین کچھ اختلافات تھے اس سے بھی وہ پریشان تھے مگر اصل کمزوری ان کی بیماری کی وجہ سے آئی۔ ورنہ بیماری سے پہلے وہ ہر چیز پر مکمل طور پر حاوی تھے اور حالات پر ان کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ دوسرے مسائل بھی اسی لئے پیدا ہوئے کہ بیماری کی وجہ سے ان کا کنٹرول کمزور ہو گیا۔

مجھے کبھی کبھی بیرون ملک ہونے والی پرائم منسٹرز کانفرنس میں ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ ایک دن پرائم منسٹرز کانفرنس میں کشمیر کے موضوع پر بحث ہو رہی تھی۔ دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی۔ بھارتی وفد کی قیادت مرار جی ڈیسائی کر رہے تھے۔ وہ کانفرنس کی کارروائی میں سے کشمیر کے ذکر کو گول کر جانا چاہتے تھے لیکن صدر پاکستان نے پورا دباؤ ڈال کر کارروائی میں اسے شامل کرایا۔ ان کا مؤقف تھا کہ جب اس موضوع پر دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی ہے تو پھر اسے کارروائی میں شامل نہ کرنے کا کیا جواز ہے؟ صدر مملکت نے کہا ہم یہ نہیں چاہتے کہ صرف ہمارا مؤقف دیا جائے، آپ نہ ہمارا مؤقف دیں نہ بھارت کا بلکہ اسے اس طرح شامل کریں کہ پرائم منسٹرز کانفرنس میں کشمیر کا مسئلہ زیر بحث آیا اور اس پر دو گھنٹے تک بحث ہوتی رہی اور کانفرنس نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ دونوں ممالک اس مسئلے کو باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ خوش اسلوبی سے طے کر لیں۔

آخر میں کانفرنس کے صدر نے کہا کہ بہت بحث ہو گئی اور ایک چھوٹا سا ڈرافٹ بنا کر صدر کو پیش کیا۔ میں ان کے پیچھے بیٹھا تھا۔ وہ انہوں نے مجھے دیا کہ میں بھٹو صاحب کو دکھاؤں۔ اس ڈرافٹ کا پہلا فقرہ تھا

"Disputes between India and Pakistan came under discussion."

بھٹو صاحب نے "s" کاٹا اور disputes کی بجائے the dispute کر دیا۔

صدر صاحب کہا کرتے تھے کہ ہمیں پروگریسو انڈسٹری لگانے کی ضرورت ہے جس میں مزدوروں کا استحصال نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ زراعت کو بھی ترقی یافتہ بنانا چاہتے تھے۔

انسانی ہمدردی کا جذبہ بھی ان میں بہت زیادہ تھا۔ سکندر مرزا ملک سے باہر تھے جب انہیں ہارٹ اٹیک ہوا۔ صدر صاحب کو پتہ چلا تو شعیب صاحب سے کہا کہ انہیں پانچ ہزار ڈالر بیماری کے اخراجات کے لئے بھیج دیں۔ شعیب صاحب نے کہا کہ ان کی بیگم یہاں پاکستان میں موجود ہیں، میں انہیں کہتا ہوں کہ وہ روپے جمع کرادیں تاکہ ان کے عوض سکندر مرزا صاحب کو ڈالر بھیجے جا سکیں۔ یہ بات صدر صاحب کو کچھ ناگوار سی گزری۔ وہ کہنے لگے نہیں، میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان سے روپے لے کر ڈالر بھیجیں بلکہ اپنی طرف سے بھیج دیں کیونکہ بیماری کے دوران انہیں اخراجات کی شدید ضرورت ہو گی۔

اسی طرح جنرل نذیر تھے جو فیض صاحب والے سازش کیس میں ملوث رہتے تھے، ان کے بارے میں جب انہیں پتہ چلا کہ ان کے مالی حالات خراب ہو چکے ہیں تو انہوں نے پنجاب حکومت میں شیخ فضل الٰہی صاحب جن کے پاس زمینوں کے معاملات سے متعلقہ وزارت تھی سے کہا کہ انہیں آٹھ مربعے زمین الاٹ کر دی جائے۔ ان لوگوں کے ساتھ اختلافات بھی آئے اور لوگ بھی تھے لیکن انہوں نے ہر ایک کے ساتھ بے حد انسانی ہمدردی کا سلوک کیا۔

س: اس زمانے میں بہت سے بڑے بڑے لوگوں نے پرائیویٹ سیکٹر میں کارخانے لگائے اور سرمایہ کاری کی۔ یہ فرمائیے کہ وہ کونسی وجوہات تھیں اور وہ کونسی بنیاد تھی جس کے حوالے سے ان لوگوں نے اس وقت کی حکومت کی پالیسیوں پر اعتماد کیا اور نجی شعبے میں بلا جھجک وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی؟

ج: اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں یقین تھا کہ حکومت کی پالیسیاں مستقل بنیادوں پر استوار ہیں اس لئے وہ کتنی بھی سرمایہ کاری کریں ان کا سرمایہ محفوظ رہے گا۔ پالیسیوں میں تبدیلی یا تزلزل کا تصور ہی کوئی موجود نہیں تھا۔ سیاسی استحکام موجود ہو تو نہ صرف ملک کے اندر بلکہ ملک کے باہر بھی سرمایہ کاروں میں اعتماد موجود رہتا ہے تو اس سیاسی استحکام کی وجہ سے سرمایہ کار حوصلے اور اعتماد کے ساتھ سرمایہ کاری کرتے تھے اور انہیں یقین ہوتا تھا کہ حکومت کی طرف سے انہیں ضروری تعاون حاصل ہو گا۔ اور پھر انہوں نے منصوبوں پر یقینی عملدر آمد کے لئے "چیئرمین پلاننگ کمیشن" کا عہدہ قائم کیا۔ اس کے قیام کا مثبت نتیجہ یہ ہوا کہ منصوبہ بندی کا تمام تر عمل چونکہ صدر کے نام پر ہوتا اور تمام کام کے پیچھے ایک توانا قوت کار فرما ہتی اس لئے نتائج ہمیشہ غیر معمولی حاصل ہوتے اور حکومتی پالیسیوں پر اعتماد مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہتا۔

س: کیا اس وقت کی حکومت کے پاس مستقبل کے بارے میں اس طرح کا کوئی تصور موجود تھا کہ آئندہ پانچ سال، دس سال یا پندرہ سال میں پاکستان کہاں پہنچے گا۔ آنے والے سالوں میں پاکستان کی کیا شکل و صورت ہو گی۔ کیا حکومت کے سامنے ایسا کوئی ٹارگٹ تھا کہ پاکستان کو کہاں پہنچانا ہے؟

ج: یقیناً تھا۔ نہ صرف ان کے سامنے اس بارے میں ایک واضح تصور موجود تھا بلکہ ورلڈ بینک کے سامنے بھی تھا۔ جب انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تو ورلڈ بینک کے صدر نے انہیں فوراً تار بھیجا اور تار میں لکھا کہ مجھے آپ کی بیماری سے بہت فکر لاحق ہو گیا ہے اگر آپ پانچ سال مزید اس نظام کو چلا سکتے تو پاکستان یقینی طور پر ترقی یافتہ ملک بن جاتا اور اپنے قرض اتارنے کے قابل بن جاتا۔ ان کی سمجھ میں یہ بات آتی تھی کہ اگر پاکستان کو اس نظام کو چلانے کے لئے صرف پانچ سال مزید مل جاتے تو پاکستان کی معاشی صورت حال بہت مضبوط ہو جاتی۔

س: میاں صاحب! آپ صدر ایوب کے دور کی روشنی میں پاکستان کی موجودہ معاشی صورت حال کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

ج: پہلی بات تو یہ ہے کہ "احتساب" بالکل نہیں رہا۔ لوگ جو کچھ اپنی مرضی کرتے رہیں ان کا محاسبہ کوئی نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ کہ ڈسپلن کی کمی ہے۔ کام کرنے کے جو قواعد ہیں ان کے مطابق کام کرنے کی اہلیت نہیں رہی۔ تیسری یہ کہ سروسز میں نظم و ضبط نہیں رہا۔ ہمارے وقت میں جو فیصلے ڈپٹی سیکرٹری کر لیتا تھا اب وہ سیکرٹری بھی نہیں کرتا۔ اسی طرح کام کے کسی ایک جگہ مرتکز ہو جانے سے نتائج خاطر خواہ بر آمد نہیں ہوتے۔ پھر کرپشن کی موجودہ صورت حال نے بھی بہت بگاڑ پیدا کیا ہے۔ المختصر کرپشن، احتساب کا فقدان اور امن و امان کی مایوس کن کیفیت وغیرہ کی وجہ سے موجودہ معاشی صورت حال تسلی بخش نہیں۔

س: یہ تو ٹھیک ہے کہ اس وقت انفراسٹرکچر اور امن و امان کا مسئلہ تو ہے لیکن کچھ ایسا تاثر بھی محسوس ہوتا ہے جیسے ہمارے منصوبہ ساز ذہنوں کے پاس کوئی باقاعدہ منصوبہ ہی نہیں، کوئی پلاننگ ہی نہیں، کوئی ٹارگٹ نہیں۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ آخر ہمارے ہاں بڑے پیمانے پر صنعت کیوں نہیں لگتی؟

ج: بھٹو صاحب نے جب صنعت کے بارے میں اپنی پالیسی مرتب کی تو ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسا آدمی دے دیں جو اس پالیسی کو اچھے طریقے سے چلا سکے، کامیاب کر سکے۔

س: کہاں سے آدمی دیں؟

ج: ورلڈ بینک سے۔ تو میں نے کہا کہ محبوب الحق صاحب کو لے لیں۔

س: آپ ان دنوں ورلڈ بینک میں تھے؟

ج: جی۔ میں وہاں ایگزیکٹو ڈائریکٹر تھا۔ تو محبوب الحق یہاں سے چلے گئے استعفیٰ دے کر۔ اس سے پہلے بھٹو صاحب یہاں آئے ہوئے تھے۔ ایران کے سفیر اردشیر نے کھانے پر بلایا ہوا تھا۔ وہ کھانے کے بعد ایمبیسی سے ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں بھی یہی بحث ہوتی رہی۔ پیرزادہ بھی ساتھ تھے۔ پیرزادہ نے ان سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسا آدمی تجویز نہ کریں جو ہماری فلاسفی سے ہم آہنگی نہ رکھتا ہو۔ وہ کہنے لگے کہ آپ مجھے اپنے معاشی نظریات کے حوالے

سے اپنے معاشی ڈھانچے کے بارے میں آئیڈیا دیں- جب محبوب الحق آیا اور یہ تجویز آئی تو اس پر وزیر خزانہ مبشر حسن نے بہت بڑا تنقیدی نوعیت کا Critical نوٹ لکھا کہ :

"This is entry from back door into economic policy at the level of Deputy Chairman Planning Commission. This will not be acceptable."

تو بھٹو صاحب اس پر تھوڑے سے پیچھے ہٹے- میں جا کے ملا- میں نے کہا کہ جس understanding پر وہ آیا تھا اس کو بتا دیا تھا- اس نے کہا کہ میں چیئرمین نہیں ہوں گا بلکہ فنانس منسٹر چیئرمین ہو گا- میرے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ میں نہیں چاہتا کہ اگر میں چیئرمین ہوں اور کل کو کوئی خرابی ہو تو لوگ مجھے مورد الزام ٹھہرائیں- میں نے کہا کہ آپ کو تو بہر حال مورد الزام ٹھہرا لیا جائے گا لیکن اگر آپ چیئرمین نہیں بننا چاہتے تو نہ بنیں لیکن اس کا فنانس منسٹری کے ماتحت کام کرنے کا خیال بھی درست نہیں- معیشت میں خاطر خواہ کامیابی کے لئے ان کا آزادانہ طور پر کام کرنا ضروری ہے- تو وہ کہنے لگے اچھا- وقار سے کہو مجھ سے بات کریں- میں نے محبوب کے بارے میں پتہ کیا تو وہ لاہور سے جا چکا تھا- واپسی پر مجھے محبوب نے بتایا کہ مبشر مجھ سے کہتے تھے کہ آپ نے دو کام کرنے ہیں ایک تو ٹیکسٹائل کی صنعت کو تو میانہ ہے اور دوسرے یہ کہ میں مڈل کلاس کو ختم کر دینا چاہتا ہوں-

س : مڈل کلاس کو ختم کرنے سے ان کا کیا مقصد تھا؟

ج : مبشر کا خیال تھا کہ غریب طبقے کو آگے لایا جائے اور مڈل کلاس کو درمیان سے یکسر ختم کر دیا جائے، یہ صورتحال تھی-

س : نیشنلائزیشن سے قومی معیشت پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟

ج : روپے کی قیمت میں کمی کر دی گئی اس سے پہلے ڈالر کے مقابلے میں ساڑھے سات تھی- انہوں نے گیارہ کر دی- تو جب گیارہ ہوئی تو صدر صاحب نے مجھے بلایا- آئی- ایم- ایف- ٹی کے ساتھ اس سلسلے میں غلام اسحاق خان اور آفتاب قاضی نے بات کی تھی تو صدر صاحب نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ بہت زیادہ ہے- میں اس سلسلے میں بات کروں- میں نے آئی- ایم- ایف- ٹی سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ تو پاکستان کی جانب سے بذات خود کمی کی گئی ہے اور اب تو کچھ نہیں ہو سکتا- میں نے غلام اسحاق خان سے بات کی کہ یہ آپ نے کیوں کیا- اتنی زیادہ کمی کیوں کر دی، یہ تو بہت زیادہ ہے- تو کہنے لگے ہاں میں مانتا ہوں کہ یہ بہت زیادہ ہے- لیکن یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ اگر ڈی- ویلیوایشن کو کامیاب کرنا ہے تو اس میں ایک ڈسپلن اور مخصوص پالیسی کا اپنانا ضروری ہوتا ہے اور یہ گورنمنٹ نے نہیں کرنا تھا، تو میں نے سمجھا کہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی جمپ میں ایسے لیول پر لے جاؤ کہ پھر وہ دوبارہ مستقبل قریب میں جلد ہی روپے کی قیمت میں کمی نہ کر سکیں-

س : یعنی آپ سمجھتے ہیں کہ بھٹو صاحب کی نیشنلائزیشن سے ملکی معیشت کو دھچکا لگا؟

ج : یقیناً- کیونکہ اس سے نہ ڈسپلن رہا اور جو فرد کا مفاد ہوتا ہے وہ بھی غائب ہو گیا- پریشر یہ تھا کہ یہ کام کر لو، وہ کام کر لو، افرادی قوت کا جو صنعت کے لئے تناسب ہوتا ہے وہ بھی وجود برقرار نہ رکھ سکا اور نہ ہی کسی قسم کے محاسبے کی کوئی شکل رہی-

س : اب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستان معاشی طور پر دوبارہ اپنے پاؤں پر کسی طرح کھڑا ہو سکتا ہے- نیز یہ کہ محبوب الحق صاحب نے جو زرعی اصلاحات تجویز کی تھیں ان کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

ج : پہلی زرعی اصلاحات غالباً ایوب خان کے دور میں ہوئیں- انہوں نے ایک کام یہ کیا تھا کہ انہوں نے ہر سیکٹر کا جائزہ لیا- انہوں نے لینڈ ریفارم کے لئے ایک کمیشن بٹھایا تاکہ جو جو نقائص اور خامیاں ہیں ان کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنے کے لئے اقدام کیا جا سکے- اس میں تھوڑی سی گڑبڑ یہ تھی کہ زرعی اصلاحات کو جس حد تک جانا چاہئے تھا اس حد تک نہیں ہوئیں- اور ہاریوں یا کسانوں کو ان سے کوئی فائدہ نہ پہنچ سکا کیونکہ بڑے زمینداروں نے اپنی زمینوں کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر لیا اور ان زرعی اصلاحات سے وہ فائدہ نہ ہو سکا جس کے لئے وہ کی گئی تھیں-

س : کیا آپ کوئی ایسا فارمولا پیش کرنا چاہیں گے کہ پاکستان کس طرح ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے؟

ج : میرا خیال ہے کہ فارمولا تو یہی ہو سکتا ہے کہ نمبر ایک ملک کے اندر سیاسی استحکام ہو پھر پالیسیوں میں تسلسل ہو اور اخراجات پر کنٹرول ہو جس طرح ہر محکمے میں ہر سطح پر قومی دولت کا ضیاع ہو رہا ہے وہ کم ہو اور دفاع اور قرضوں کی صورت حال کو کم از کم کنٹرول میں لایا جائے- بے جا اخراجات ختم کئے جائیں اور سب سے اہم بات یہ کہ محاسبے کی کوئی شکل لازماً موجود ہو اگر یہ کچھ کر لیا جائے تو شاید کوئی بہتری کی صورت نکل آئے-

س : ہمارے ہاں سیاسی حکومتیں تو تبدیل ہوتی رہتی ہیں- کیا کوئی ایسی صورت ممکن نہیں کہ جو معاشی پالیسیاں مرتب ہوں- ان کا تسلسل برقرار رکھنے کے لئے ان پالیسیوں کو آئینی تحفظ حاصل ہو جائے تاکہ بیرونی سرمایہ کاروں کا اعتماد بھی بحال رہے-

ج : یہ تو بہت ضروری ہے بیرونی سرمایہ کاروں کو یقیناً یقین دہانی ہونی چاہئے کہ وہ پر اعتماد ہو کر سرمایہ کاری کر سکتے ہیں- دیکھئے نا، ورلڈ بینک نے بھی اس قسم کا یقین دہانی کا نظام قائم کر رکھا ہے کہ جو لوگ نجی سطح پر سرمایہ کاری کرتے ہیں انہیں تحفظ کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے- یہ بہت ضروری ہے اس کے بغیر نہ تو ملک کے اندر اعتماد پیدا ہو سکتا ہے اور نہ ہی ملک کے باہر اعتماد پیدا ہو سکتا ہے-

س : آپ کا کیا خیال ہے جس طرح ہم آئی- ایم- ایف اور ورلڈ بینک کے جال میں جکڑے گئے ہیں اس سے کیا ہمارا اقتدار اعلیٰ یرغمال بن کر نہیں رہ گیا؟

ج : ایک حد تک تو یہ بات درست ہے کیونکہ جب ہم قرضہ لیتے ہیں تو اس سلسلے میں جو ان کے نظریات (Concept) ہیں ان کو انہی اقدار اور اپنے نقطہ نظر کو آپ پر جبراً نافذ (Enforce) کرتے ہیں چاہے آپ کے حالات درست ہوں یا نہ ہوں- دوسرے ان کا اپنے مقاصد کے آپ پر نفاذ کا جو طریقہ کار ہوتا ہے وہ ایسا ہوتا ہے جس سے آپ کی سیاسی آزادی یقیناً متاثر ہوتی ہے اس لئے اصل حل یہ ہے کہ قرضے حاصل نہ کئے جائیں- قرضوں کے بغیر بھی کئی ممالک نے ترقی کی- چین نے بڑی حد تک ترقی کی لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ خود پر ہم لوگ جبر کریں- قربانی دیں اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کریں- جب تک یہ نہیں کریں گے ہم ایک آزاد قوم کی حیثیت سے ترقی نہیں کر سکتے-

س : آپ کافی عرصہ سے امریکہ میں مقیم ہیں- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وطن عزیز کی تعمیر و ترقی کے سلسلہ میں آپ کوئی کردار ادا کر سکتے ہیں- کیا آپ ایسا محسوس نہیں کرتے؟

ج : یقیناً محسوس کرتا ہوں- اور اس بارے میں، میں تو کیا سبھی محسوس کرتے ہیں- اس میں تو کوئی شک ہی نہیں- ہم ملک سے باہر آ کر کچھ خوش نہیں ہیں- ہمارے دل اور ہماری تمام تر توجہ پاکستان میں مرتکز ہے- مگر ہمیں حالات نے ملک سے باہر آنے پر مجبور کر دیا ہے- کم از کم ہماری کمیونٹی کی قیادت کے لئے ملک میں رہنا ناممکن بنا دیا گیا- جو آرڈیننس جاری ہوا اس کے مطابق ایک احمدی کی ہر حرکت جرم کے زمرے میں شامل ہو گئی- وہ معصوم بھی ہو اس نے کوئی قابل اعتراض حرکت نہ کی ہو مگر اسے دھر لیا جائے گا کہ تم غیر مسلم ہو کر مسلمانوں کی طرح کیوں رہتے ہو- اس بات کی چھ مہینے کے لئے سزا ہے- آپ کہیں "السلام علیکم" یا آپ اپنے گھر یا دفتر یا کہیں بھی "اللہ، محمد" یا اس نوعیت کی کوئی پلیٹ نہیں لگا سکتے- وہاں اذان پر پابندی ہے میرے خیال میں یہ آرڈیننس نہ صرف غیر اسلامی ہے بلکہ آئین کی روح کے بھی خلاف ہے جس میں تمام اقلیتوں کو مذہبی آزادی کا حق دیا گیا ہے- خود قائد اعظم کا جو گیارہ ستمبر ۱۹۴۷ء کا فرمان ہے یہ اس کے بھی خلاف ہے، اس کا کوئی جواز نہیں- اور پھر ملک میں اک ایسی فضا پیدا کی گئی ہے کہ بجائے اس کے کہ لوگوں کو متحد کیا جائے لوگوں کو منتشر کرنے اور ایک دوسرے سے دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے-

ہماری قومی زندگی کے پچاس سال گزر گئے ہیں مگر ابھی تک ملک کے اندر نہ تو آئینی استحکام آیا ہے اور نہ ہی لوگوں کے درمیان اتحاد کی کوئی صورت بنی ہے- جہاں تک ہماری جماعت کا تعلق ہے یہ اپنی خوشی سے باہر نہیں آئی- اسے ملک چھوڑنے پر مجبور کیا گیا ہے لیکن اس سب کے باوجود ہمیں جب بھی کوئی موقع ملتا ہے ہم پاکستان کے لئے ضرور کام کرتے ہیں اور جو کچھ ممکن ہوتا ہے وہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں - میں ذاتی طور پر تین چار مثالیں دیتا ہوں- ہماری تعلیم ہماری رگوں میں اور ہمارے خون میں سرایت کر چکی ہے وہ یہ کہ ملک کے ساتھ ہر صورت میں وفاداری کو نبھانا ہے تو ایک دفعہ لندن میں ایک کانفرنس ہوئی تھی اس کے بعد پریس کانفرنس ہوئی جس میں ایک امریکی ڈاکٹر تھے- ڈاکٹر مظفر احمد وہ مسلمان ہو گئے تھے یہ ان کا اسلامی نام تھا- انہوں نے سوال کیا کہ اب جبکہ پاکستان میں اس کمیونٹی کے خلاف اقدام ہو چکا ہے تو کیا آپ یہ مناسب نہیں سمجھیں گے کہ اپنے ایم- این- اے اور سینیٹرز حضرات سے کہیں کہ وہ پاکستان کی ایڈ (Aid) بند کرنے کے لئے تجویز دیں تو اس کا انہوں نے بڑا خوبصورت جواب دیا- اس نے کہا ہم پاکستان کے خلاف نہیں ہیں- پاکستان کے حق میں ہیں- ہم صرف اس پالیسی کے خلاف ہیں جو ہمارے نزدیک اسلام کے خلاف ہے، آئین کے خلاف ہے، ملک کے بانی کے خلاف ہے اور جو انسانی حقوق کے خلاف ہے، ہم اس پالیسی کے خلاف کوشاں رہیں گے- لیکن ہم ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے جو پاکستان یا پاکستان میں رہنے والوں کے لئے کسی طرح سے ذرا بھی نقصان کا باعث ہو- یا پھر حال ہی میں پریسلر ترمیم کے خلاف جو براؤن ترمیم کے لئے کوشش ہوئی تھی تو اس وقت مجھے بھی Embassy نے کہا کہ میں بھی اس سلسلے میں کوشش کروں- تو میں نے اس وقت بڑی بھرپور کوشش کی تھی- یہاں تک کہ پاکستانی کمیونٹی اور تمام متعلقہ حلقوں میں خاصی دھاک بیٹھی اور حیرت سے لوگوں نے کہا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ ملک کے خلاف ہیں لیکن انہوں نے تو ملک کے لئے بڑا کام کیا ہے اور جان کی بازی لگا کے جدوجہد کی ہے-

س : آپ نے ذاتی طور پر اس میں کوئی کردار ادا کیا ہو؟

ج : جی ہاں! ذاتی طور پر بھی کیا- اور ہماری جماعت کی یہاں کوئی چالیس کے قریب کمیٹیاں ہیں- ان سب کو لکھا کہ اپنے اپنے ایم- این- اے حضرات کو اور سینیٹرز کو کہیں کہ وہ اس سلسلہ میں اپنا اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں اور کام کریں- خاص طور پر ۱۴ ممبرز کو جن کی کمیٹی بیٹھی تھی ان پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ اس سلسلے میں بھرپور کوشش کریں- میرے اپنے امریکن دوست تھے گورنر ریٹائرڈ- ان سے میں نے بات کی ان کی میں نے پریسلر سے بات کرائی- اس حوالے سے جو سب سے زیادہ مؤثر آدمی تھا وہ ری پبلیکن تھا اور یہ بھی ری پبلیکن تھے- میں نے ان سے بھی کہلوایا- تو اس نے کہا کہ تم فون کر کے آ جانا اور میں اس سلسلہ میں بھرپور کوشش کا وعدہ کرتا ہوں- اسی طرح میرے ایک اور پروفیسر دوست تھے- مجھے کہنے لگے کہ تم کیوں کرتے ہو جب تمہارے خلاف اس قدر زہر اگلا جاتا ہے تو پھر تم کیوں اس قدر کوشش کر رہے ہو تو میں نے ان سے کہا کہ ہماری مخالفت گورنمنٹ کی پالیسی سے ہے لیکن ہماری مخالفت کا کوئی بھی اور ذرا سا بھی حصہ پاکستان کے خلاف نہیں ہے- ہم ملک کے اتنے ہی وفادار ہیں جتنا کسی بھی محب وطن کو ہونا چاہئے- ہم ملک کے مفاد کے لئے ہمیشہ سے کام کرتے آئے ہیں اور جہاں بھی ضرورت پڑے گی ہم کام کریں گے-

مجھے یاد ہے ایک دفعہ فیلڈ مارشل ایوب خان مجھے کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص چیخ چیخ کر سو دفعہ کہے کہ یہ جو احمدی ہیں یہ ملک کے خلاف ہیں تو میں اس پر ایک سیکنڈ کے لئے بھی یقین نہ کروں گا- کہنے لگے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران میں نے ایک بہت ہی خطرناک مشن پر بھیجنے کے لئے دس آدمیوں کو بلایا اور کہا کہ جس مشن پر آپ کو بھیجا جا رہا ہے وہ اتنا خطرناک ہے کہ اس میں زندہ بچ کر واپس آنے کا امکان صرف دس فیصد ہے جبکہ ۹۰ فیصد امکان یہی ہے کہ وہ واپس نہیں آئیں گے تو پہلا آدمی جس نے اثبات میں فوراً ہاتھ اٹھایا وہ احمدی تھا-

س : کون صاحب تھے وہ؟

ج : منیب نام تھا اس شخص کا- وہ پائلٹ تھا- تو کہنے لگے کہ ایسی صورت حال میں، میں کیسے یقین کر لوں کہ احمدی ملک کے دشمن ہیں- اسی ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بہت سے احمدیوں نے اپنی جانیں دیں- الزامات کا کیا ہے وہ تو لوگ لگاتے ہی رہتے ہیں- کبھی کسی کا ایجنٹ بنا دیتے ہیں کبھی کسی کا- لیکن احمدیوں نے ہمیشہ ملک کے لئے قربانیاں دیں- آپ ڈاکٹر عبدالسلام کو لے لیجئے- انہیں جو اعزاز ملا انہوں نے وہ ملک کے لئے وقف کر دیا اور حکومت سے کہا کہ اسے تعلیم کی ترقی اور دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کریں- مجھے ایک دن کہتے ہیں کہ مجھے اعزاز ملا ہے اور مجھے بھارت کی طرف سے بار بار پیغام آ رہے ہیں کہ تم یہاں آؤ ہم تمہیں ہر طرح سے نوازیں گے لیکن میں پاکستان میں جب تک نہ جاؤں گا مجھے یہ بڑا ناگوار گزرتا ہے کہ میں کسی اور ملک کی دعوت قبول کر لوں اور ساتھ ہی انہوں نے اپنی وفات تک پاکستانی شہریت قائم رکھی- انگریزوں نے بھی انہیں بار بار اس طرح کی شہریت دینے کی دعوتیں دیں لیکن انہوں نے ہمیشہ اپنے ہی ملک کا شہری رہنے کو ترجیح دی- ہمیشہ اپنے ملک کا مفاد عزیز رکھا- یہ ایک قومی جذبہ ہی تھا جس کا انہوں نے ہمیشہ پاس رکھا-

س : میاں صاحب ہمارے ہاں احمدی حضرات تقریباً ہر ادارے میں بہت اچھے معیار کے ساتھ نہایت آرام دہ زندگی گزار رہے ہیں، حکومت میں بھی ہیں، فوج میں بھی ہیں اور کاروبار میں بھی بہت سے لوگ ہیں مگر ایسا

مضمون کا باقی حصہ صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

ایسی نسلیں پیچھے چھوڑ کر جائیں جو متقی ہوں اور متقیوں کا امام بننے کا ہی مزہ ہے ورنہ تو امامت کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۴؍ مارچ ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴؍ امان ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الّذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

وَالَّذِينَ لاَ يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا* وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا* وَالَّذِينَ يَقُولُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا* أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلاَمًا* خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا* قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلاَ دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا*

(سورہ الفرقان آیات ۷۳ تا ۷۸)

گزشتہ خطبے میں انہی آیات کی تلاوت کی تھی جن میں سے بعض میں نے اب پڑھی ہیں اور کچھ پہلے اس سے آیات کی تلاوت کی تھی جن کے متعلق میں جو کہنا چاہتا تھا گزشتہ خطبے میں کہہ چکا ہوں اب ابتداء کی جو دو آیات ہیں یہ پہلے بھی پڑھی تھیں اور ان کا ترجمہ بھی غالباً آپ کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے اور یہیں سے میں اس مضمون کو اٹھا رہا ہوں اگرچہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے مگر آئندہ جو بات بیان ہونی ہے اس کا پہلے سے تعلق جوڑنے کے لئے کچھ آخری دو آیات کے ساتھ دوبارہ مضمون کو باندھنا ہوگا۔

"والذین لا یشھدون الزور" وہ لوگ جو رحمٰن خدا کے بندے ہیں ان کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ جھوٹ کا مونہہ تک نہیں دیکھتے "و اذا مروا باللغو مروا کراماً" اور لغو چیزوں سے ان کا اجتناب دراصل اسی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ لغو جھوٹ ہوتا ہے۔ پس تمام لہو و لعب، جتنی بھی لغو باتیں ہیں بنیادی طور پر چونکہ وہ جھوٹ ہیں اس لئے جھوٹ سے اجتناب کے نتیجے میں لغو سے ان کی دلچسپی از خود کم ہونے لگتی ہے جب کہ دوسروں کی زندگی کا مقصد لغو چیزیں ہیں وہ سرسری نظر سے ان کو دیکھتے ہیں اور کوئی دلچسپی نہیں لیتے "اذا مروا باللغو مروا کراماً" اب یہ جو بیان ہے بہت ہی عظیم بیان ہے کہ جب وہ دلچسپی نہیں لیتے تو حقارت کی نظر سے بھی نہیں دیکھتے، ان لوگوں پر اپنی کوئی برتری بھی نہیں ثابت کرتے، عزت اور بے نیازی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ یعنی کئی لوگ بعض دفعہ بیٹھے تاش کھیل رہے ہیں، کوئی فضول باتیں اور کر رہے ہیں کہیں جوا چل رہا ہے، مومن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر جگہ کھڑا ہو اور ان سے جھگڑا شروع کر دے اور کہے دیکھو میں تو نہیں کرتا تم ایسا کرتے ہو۔ ان کے جو گزرنے کی طرز ہے وہی پیغام دے دیتی ہے۔ ان کے اندر عزت اور احترام کا ایک مقام ہے جس کو وہ اپنی چال سے ظاہر کرتے ہیں، سرسری نظر ڈالتے ہوئے اس طرح گزرتے ہیں جیسے ان کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹ سے نفرت کے نتیجے میں از خود اس قسم کی صفات ظاہر کرنے لگتے ہیں ان دونوں چیزوں کا بہت گہرا تعلق ہے۔ جتنا جھوٹ سے تعلق ہوگا اتنا لغو سے تعلق ہوگا۔ جتنا جھوٹ سے بے نیازی ہوگی اتنا لغو سے بے نیازی ہوتی چلی جائے گی اور جب ایک چیز سے بے نیازی ہو تو انسانی فطرت مر تو نہیں جایا کرتی اس کی ضرورت تو اپنی جگہ باقی رہتی ہے۔ انسانی فطرت اس خلاء کو بھرنا چاہتی ہے جو ہر انسان کے دل میں ہے کہ میں کچھ حاصل کروں، تسکین قلب کا سامان ہو۔ "والذین اذا ذکروا بایٰت ربھم" ان کی توجہ لغو سے ہٹتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی آیات کی طرف ہوتی ہے محض خالی نہیں ہو جاتے بلکہ بہتر چیز اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اس لئے جب آیات ان پر پڑھی جائیں تو ان کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں، وہ اندھوں اور بہروں کی طرح آیات سے سلوک نہیں کرتے۔

پس ایک طرف وہ ہیں جن کے دل جھوٹ سے باندھے گئے ہیں جب آیات ان پر پڑھی جاتی ہیں ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں ان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو اپنی آنکھیں اور اپنے کانوں کو لغویات سے پھیر لیتے ہیں ان میں دلچسپی کوئی نہیں رہتی۔ مگر کچھ تو سننا ہے کچھ تو دلچسپی کے سامان کرنے ہیں جہاں ذکر الٰہی چلے وہاں ان کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں ان کے کانوں میں توجہ پیدا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں اچھا کیا کہا تھا آپ نے، ہمیں بھی سنائیں یہ بات۔ تو دلچسپیاں رخ بدلتی ہیں، دلچسپیاں مٹ نہیں جایا کرتیں اور پھر یہ اتنی بڑھ جاتی ہیں نیکیوں میں دلچسپیاں "لا یدعون مع اللہ الھاً اخر" جیسا پہلے ذکر کیا گیا ہے اسی مضمون کو خدا آگے بڑھا دیتا ہے کہ وہ کلیتہً خدا کے ہو جاتے ہیں ہر خواہش اس سے طلب کرتے ہیں، ہر لذت اسی سے چاہتے ہیں یہاں تک کہ اپنے دنیاوی تعلقات کی لذتیں جو عام لوگوں کو براہ راست ملتی ہیں وہ خدا کے حوالے سے لیتے ہیں، یہ عبادت کا ایک عظیم مقام ہے۔

تو کہتے ہیں "والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریٰتنا قرۃ اعین" اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں میں یا اپنے خاوندوں میں اور اپنی اولاد میں وہ لذتیں عطا کر کہ ہم ان کے غیر سے بے نیاز ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بیوی کے مونہہ میں اس وجہ سے لقمہ ڈالتے ہو کہ اللہ کو پسند ہے تو لقمہ ڈالنے کا مزہ تو ویسے بھی آنا تھا مگر اب دوہرا مزہ آئے گا۔ ایک محبوب نہیں دو محبوب جیت لو گے اور جو محبوب حقیقی ہے وہ بھی ساتھ جیتا جائے اور روزمرہ کی زندگی کی ایک طبعی خواہش بھی پوری ہو جائے اس سے بہتر اور کیا سودا ہو سکتا ہے۔ تو ایک مضمون اس میں یہ ہے کہ اپنی ازواج سے اور اپنی اولاد سے وہ طبعی لذتیں جو حاصل کرتے ہیں وہ اللہ کے حوالے سے حاصل کرتے ہیں اور اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور دعا کرتے ہیں "واجعلنا للمتقین اماماً" اے اللہ ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ **اب یہ آیت آج کل کے زمانے میں بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ عائلی مسائل کی خرابیاں اور بہت سی باتوں میں اپنی اولاد کی تربیت سے بے اعتنائی اس آیت**

کے مضمون سے غفلت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے

-پس اس دعا سے پہلے جو تیاری ہے وہ ضروری ہے اگر بغیر اس تیاری کے اس دعا میں داخل ہوں گے تو یہ دعا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھے گی- پہلے جھوٹ سے نفرت، غیر اللہ سے نظریں پھیرنا اور اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرنا، یہ جب چیزیں پیدا ہوں تو پھر دل سے یہ دعا نکلے گی تو اور زیادہ گہرے معنے لے کر اٹھے گی"ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین""ہمیں اپنی بیویوں یا اپنے خاوندوں اور اپنی اولاد سے وہ آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کر جس کے نتیجے میں نیک اولادیں پیدا ہوتی ہیں اور یہ دو مضمون ایک دوسرے سے اس طرح باندھے جاتے ہیں کہ آنکھوں کی ٹھنڈک کی تفصیل بیان فرمادی- ہمیں اپنی بیویوں سے یا اپنے خاوندوں سے یا اولاد سے مل کر بیٹھنے میں جو خوشیاں محسوس ہوتی ہیں وہ نہ ہوں جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اولاد نیک ہو گی جب تک یہ نہ یقین ہو جائے کہ یہ متقی پیدا ہو رہے ہوں اس وقت تک ہمیں ان کے ساتھ بیٹھنے، تعلقات میں کوئی مزہ ہی نہ آئے یہ وہ دعا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ مانگی ہے اور اسی طریق پہ مانگی ہے

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا جب آوے وقت میری واپسی کا

یہ بارہا میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں لیکن اتنی اہم بات ہے کہ جتنی دفعہ بھی بیان کی جائے یہ پرانی نہیں ہو سکتی- یہ تمنا، مرتے وقت کی آخری تمنا ہو کہ میں اپنی اولاد کا تقویٰ دیکھ جاؤں بہت عظیم بات ہے اور یہی دعا ہے جو یہ بیان فرما رہی ہے کہ وہ اللہ کے حضور یہ مانگتے ہیں کہ ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک دے- مگر آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد یہ نہیں کہ ملنے جلنے کی دلچسپیوں تک ہی وہ ٹھنڈک رہے، وہ تو ہر کافر کو بھی ملتی ہے بلکہ کافر زیادہ اس کی جستجو کرتا ہے لیکن اس کی تفصیل بیان فرمادی-

"واجعلنا للمتقین اماماً"ایسی نسلیں پیچھے چھوڑ کے جائیں جو متقی ہوں اور متقیوں کا امام بننے کا ہی مزہ ہے ورنہ تو امامت کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی- اگر متبع گندے ہوں تو اس امامت کا کیا فائدہ- خواہ کروڑوں اربوں بھی ہوں تو جو گندوں کا امام ہے وہ گندوں ہی کا امام رہے گا بلکہ زیادہ گندے ہوں گے تو اور بھی زیادہ بے ہودہ امام بنے گا- اس لئے لازم ہے کہ متبعین متقی ہوں اور اولادیں متقی ہوں اور جتنی زیادہ متقی ہوں گی اتنا امامت کا مرتبہ بڑھتا چلا جاتا ہے- پس آنحضرت ﷺ کے حوالے سے جب آپ یہ دعا کرتے ہیں تو ایک نئی ذمہ داری پیدا ہو جاتی ہے- حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہے اور آپ کی یہ دعا ہمارے حوالے سے قبول ہوئی ہے کہ نہیں، یہ سوال اٹھتا ہے- کیا ہم پر بھی آنحضور ﷺ یہ تسکین کی نظر ڈال سکتے ہیں کہ میری دعا ان لوگوں کے حق میں بھی قبول ہو گئی جو میرے چودہ سو سال بعد پیدا ہوئے اور عجیب سلسلہ ہے مقبولیت کا جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا- اور خدا تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے بھی متقی عطا کر رہا ہے یعنی روحانی ذریت متقیوں کے بعد متقی پیدا کرتی چلی جاتی ہے تو اس پہلو سے جو ذمہ داریاں ہیں وہ بڑھ بھی جاتی ہیں ان میں ایک خاص لذت بھی پیدا ہو جاتی ہے یعنی ادائیگی فرض، فرض سمجھ کے بھی ہوتی ہے لیکن ادائیگی فرض میں اگر پیار کا تعلق قائم ہو جائے، انسان کو ذاتی دلچسپی اس کام میں ہو تو پھر وہ فرض کی محض ایک فرض کی ادائیگی نہیں بلکہ ایک دلی تمنا کا پورا ہونا بن جاتا ہے، اپنی خواہش کو پورا کرنے میں جو مزہ ہے وہ فرض کی ادائیگی میں پیدا ہو جاتا ہے-

پس دعاؤں کے مضمون کو جتنا آپ گہری نظر سے دیکھیں، پھیلائیں اتنا ہی دعاؤں میں لذت بڑھتی ہے اور اگر دعا میں لذت بڑھ جائے تو دعا مقبول بھی ہوتی ہے - یہ ایک قطعی غیر مبدل حقیقت ہے کہ دعا میں جب تک کوئی لذت نہ ہو اس وقت تک دعا مقبول ہو نہیں سکتی اور لذتیں دو قسم کی ہیں ایک خوشی کی لذت ہے ایک غم کی لذت ہے- پس اس پہلو سے یہ خوشی کی لذت ہے جو پیدا کر رہی ہے بہت ہی مزے کا مضمون ہے- اچھے خاوند، اچھی بیویاں، ایک دوسرے پیار کرنے والی اللہ ان کے ساتھ تعلقات میں پاکیزگی بھی پیدا کرے، وفا بھی پیدا کرے، ان سے دل ٹھنڈے ہوں لیکن وہ دل ٹھنڈے ہونے کا آخری نقطہ معراج یہ ہو کہ انسان اس یقین کے ساتھ جان دے کہ میرے پیچھے نیک اولادیں رہ گئی ہیں- اور پھر نئی لذت اس میں اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ ہم نیکوں کی اولاد تھے، نیکوں کی اولاد بننے کے مستحق بھی ٹھہرے کہ نہیں- کس باپ کے بیٹے، کس دادا کے پوتے اور پھر جب آگے بڑھتا ہے مضمون تو آنحضرت ﷺ کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہو سکتی ہیں کہ نہیں- تو اولاد کی تربیت آپ کرتے ہیں، آپ کے آباؤ اجداد آپ کی تربیت کرتے ہیں خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں- پس اس دعا کا تعلق مستقبل سے بھی ہے، ماضی سے بھی ہے اور جتنا گہری سوچ کے ساتھ آپ یہ دعا کریں گے اتنا ہی زیادہ یہ فائدہ بخش بھی ہو گی اور لذتیں بھی عطا کرے گی-

دوسرا اس سے پہلے گزرا تھا، لغو سے وہ پرہیز کرتے ہیں، اس سے پہلے یہ ذکر گزرا ہے کہ وہ بدکاری نہیں کرتے اور اپنا دامن پاک رکھتے ہیں اس کی حفاظت کے لئے بھی یہ دعا ہے کیونکہ اگر ایک انسان کی توجہ گھر کی طرف ہو اور بیوی کو خاوند سے تسکین قلب ملے، خاوند کو بیوی سے تسکین قلب ملے اور اولاد ایک نعمت کے طور پر اس کے ارد گرد رہے تو ایسے گھر میں بدکاری نہیں پیدا ہوتی- آج کل کے زمانے کا علاج اس دعا میں ہے جہاں بھی بدکاری بڑھتی ہے وہاں اس دعا کے منفی اثرات دکھائی دیں تو بڑھتی ہے یعنی اس دعا میں جو خوبیاں بیان فرمائی گئی ہیں ان کا جو برعکس ہے وہ اگر پایا جائے تو لازماً وہاں فحاشی، بدکاری، لغویات پھیل جائیں گی- پس آج کل کے زمانے میں جو گھر ٹوٹ رہے ہیں آج کل کے زمانے میں جو لذتوں کے مرکز گھروں سے نکل کر باہر جا چکے ہیں اس کی وجہ اسی دعا کے مضمون کا فقدان ہے-

یہ تجربہ شدہ حقیقت ہے کہ جو عورتیں اپنے خاوندوں کی وفادار رہتی ہیں جو خاوند اپنی بیویوں کے وفادار رہتے ہیں، جن کے بچوں کے ساتھ ان کا تعلق پیار اور محبت کا ایسا رہتا ہے کہ گھر ہی ان کی لذتوں کا مرکز بن جائے یہ ساری قوم کے اخلاق کی حفاظت کا مرکزی نقطہ ہے- جہاں گھروں میں یہ تعلقات کم ہو جائیں یا مٹ جائیں وہاں تمام لذتیں گھروں سے باہر نکل جاتی ہیں کیونکہ لذتوں کے بغیر انسان رہ ہی نہیں سکتا- یہ جھوٹ ہے کہ ایسا متقی ہو کہ بالکل نفس مار کے بیٹھ جائے- ایسا متقی خشک مولوی بن جائے گا لیکن متقی نہیں بن سکے گا- تقویٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ یا طمع رکھی ہے یا خوف رکھا ہے- سارا قرآن پڑھ لیں اس کے بغیر تقویٰ کا ذکر نہیں ملے گا آپ کو- خوف میں بھی ایک ہیجان ہے اور موت کا مضمون خوف میں دکھائی دے نہیں سکتا کیونکہ خوف سے انسان مضطرب ہو جاتا ہے اور موت ساکت و جامد ہونے کا نام ہے اور طمع بھی انسان کو مضطرب کرتی ہے، ایک ہیجان برپا ہو جاتا ہے- اگر آپ کو یہ پتہ ہو کہ کوئی فائدہ آپ کو کسی سے ملنے والا ہے تو جتنا وہ وقت قریب آئے گا آپ کا دل اور زیادہ ہیجان پکڑتا چلا جائے گا-

پس تقویٰ کا تعلق خوف سے اور طمع سے ہے اور قرآن کریم یہی مضمون کھولتا چلا جا رہا ہے تو اس لئے یاد رکھیں کہ گھروں میں اگر انسان کی طمع ہو اور سکون وہاں آجائے اور یہ خوف رہے کہ ہماری اولادیں ضائع نہ ہو جائیں تو وہ گھر ہی ہمیشہ آپ کی توجہ کا مرکز بنا رہے گا- یہاں سے آپ کی توجہ پھر جائے تو گھر قبرستان ہو جائے گا- لوگ گھروں کو لوٹتے ہیں، بڑی ہی تھکی ہوئی نگاہوں کے ساتھ اور بوجھل دلوں کے ساتھ کہ اچھا یہ رات کاٹنی ہے کاٹو، صبح پھر باہر جائیں گے- اور بچے سکولوں سے آکر گھروں میں کتابیں پھینکتے ہیں کچھ پڑھنا ہے پڑھیں گے اور توجہ یہ ہو کہ بعد میں فلاں ٹولی کے ساتھ باہر نکلیں گے، فلاں کے ساتھ وہاں کھیلوں میں جائیں گے- بہر حال اکثر آج کل کی سوسائٹی میں گھر محبتوں کے مرکز نہیں رہے اور جس حد تک یہ گھر محبتوں میں مر گئے ہیں اسی حد تک زندگیاں باہر جا چکی ہیں اور زندگی کی تلاش میں انسان کو باہر نکلنا پڑتا ہے- پھر کچھ لوگ ہیں جن کی زندگیاں محض لغویات سے وابستہ ہیں مگر گناہوں سے نہیں- تبھی

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

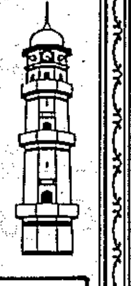

(SALAMI & SCHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر، پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلی فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں۔

آج ہی رابطہ کیجئے

CH. IFTIKHAR & BROTHERS

TEL : 04504-201

FAX & TEL : 04504-202

قرآن کریم نے لغویات اور گناہوں میں فرق کر کے دکھایا ہے پہلے فرمایا کہ وہ زنا نہیں کرتے، بدکاریوں میں مبتلا نہیں ہوتے، پاک دامن رہتے ہیں اور پھر اس سے اگلا قدم یہ فرمایا کہ لغو سے بھی پرہیز کرتے ہیں تو یہ ایک سلسلہ ہے۔ایک قدم ایک طرف اٹھتا ہے تو پھر آگے دوسری طرف اٹھتا ہے اور واپسی بھی اسی طرح شروع ہوتی ہے۔پس اگر گناہوں سے توبہ کرنی ہو اور سخت محسوس ہو تو کچھ دوسری دلچسپیاں بڑھانی ہوں گی جو لغو کی گندی قسمیں نہ ہوں جن کو خدا تعالیٰ بعض صورتوں میں خود بھی آگے بڑھاتا ہے مثلاً صحتمند کھیلیں ہیں۔ایک پہلو سے وہ لغو ہیں مگر ایک اور پہلو کے ساتھ وہ صحتمند ہیں، فائدہ مند ہیں اور قرآن کریم نے ان کی طرف توجہ دلائی ہے مختلف پہلوؤں سے۔تو کھیلوں میں دلچسپی بچوں کی پیدا ہو جائے تو وہ بھی باہر جائیں گے مگر وہ اس قسم کے بچے نہیں ہیں جو گندے تعلقات کی وجہ سے باہر نکلتے ہیں۔

تو اس لئے ماں باپ کو یہ تو نظر رکھنی چاہئے کہ بچے باہر جاتے ہیں تو کہاں جاتے ہیں مگر یہ نظر آج کے زمانے میں رکھی جا نہیں سکتی جب تک ان کے دلوں کی دلچسپیوں پر نظر نہ ہو۔اس لئے یہ ناممکن ہے کہ ہر ماں باپ اپنی بچیوں کے ساتھ ان کے سکول جائیں اور وہیں بیٹھے رہیں جو جب اپنے دوستوں کے ساتھ دوسری کھیلوں یا مشاغل میں مصروف ہوں تو ان پر نظر رکھیں، یہ ناممکن ہے۔تو پھر اس دعا کی تائید میں کیا عمل ہے جو اس دعا کو تقویت دے سکتا ہے وہ میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہر بچے کی دلچسپی پر نظر رکھیں اور وہ دلچسپی گھروں سے دکھائی دیتی ہے۔یہ ناممکن ہے کہ بچہ گھر میں پہچانا نہ جائے۔اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کی ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں دلچسپیاں، اس کی کتابیں خریدنا، اس کی تصویریں بنانا، اپنی دیواروں پہ تصویریں لٹکانا یا کچھ ماٹو بنا کر لکھتے رہنا، یہ ساری ادائیں ہیں جو اس کے دل کا حال بتا رہی ہیں اور ان تصویروں کو پڑھ کر آپ دل کا حال پڑھ سکتے ہیں اور پھر اگر یہ بچہ باہر نکلے گا تو آپ کو پتہ ہے کہ یہ محفوظ ہے یا غیر محفوظ ہے۔وہ بچے جو گھروں میں محفوظ نہیں وہ باہر بھی محفوظ نہیں ہوا کرتے۔مگر اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ تحکم کے ذریعے اور خشک نصیحتوں کے ذریعے ان کو ٹھیک کرو۔ان کا علاج اس آیت میں ہمیں ایک دعا سکھاتی ہے، اسی میں موجود ہے "قرة اعین" بنانا "ذریت" کو یک طرفہ ہو ہی نہیں سکتا۔جس قرة العین کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک یکطرفہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ شرط یہ ہے "واجعلنا للمتقین اماماً"۔اب آپ دیکھیں کہ بہت سے ماں باپ ہیں جو اپنے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں خواہ جو مرضی کرتے پھریں۔وہ جتنے زیادہ فیشن ایبل ہوں گے، جتنا زیادہ لغویات میں مصروف ہوں گے اگر وہ پڑھائی میں اچھے ہوں اور دنیا کمانے کا یقین ہو جائے ماں باپ کو تو ان کی ہر دوسری دلچسپی بھی ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پیدا کرتی ہے خواہ وہ متقی نہ بن رہے ہوں۔پس قرآن کریم نے جس دلچسپی کا ذکر فرمایا ہے یہ ایسی دلچسپی ہے کہ جس کے نتیجے میں جب تک آپ کو اولاد میں نیکیاں دکھائی نہ دیں قرة عین نصیب نہیں ہو سکتی۔

پس ایسا تعلق جوڑیں بچوں سے کہ جو ان کے اندر نیکیاں پیدا کرنے والا ہو اور نیکیوں کے باوجود تعلق آپ سے رہے محض دنیاوی طور پر ان کا کچھ حاصل کرنا آپ کے لئے تسکین کا موجب نہ بنے۔یہ پیغام ہے جو اس آیت کریمہ میں ملتا ہے۔اب اپنے گھروں کے تجربوں میں ہر احمدی خاندان اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ ان کے بچے ان کے اندر باوجود ان کے نیک ہونے کے دلچسپی لیتے ہیں کہ نہیں۔یہ پہچان ہے اس بات کی کہ آیا آپ ایسی اولاد پیچھے چھوڑ رہے ہیں جو متقی بنے اور آپ ان کے امام بنے یا نہیں۔بعض بچے اس طرح پہچانے جاتے ہیں ماں اگر بے پرواہ ہے دین کے معاملات میں اور باپ نیک ہے اور ماں سے بہت تعلق رکھتے ہیں اور باپ سے گھبراتے ہیں۔اگر ماں نیک ہے اور باپ بے تعلق ہے دین سے تو بعض بچے ہیں جو باپ کی طرف دوڑتے ہیں اور ماں کی پرواہ نہیں کرتے اور ایسی مائیں بے چاری روتی پیٹتی رہ جاتی ہیں کہ ہائے کیا ہو گیا تجھے، نیکی کی طرف آ، کیا ہو گیا ہے اپنے باپ کی بدیوں کی طرف تو جا رہا ہے، میری نیکیوں کی طرف نہیں آتا اور یہ روزمرہ کی حقیقتیں ہیں۔آپ میری ایک دن کی ڈاک دیکھ لیں آپ کو سمجھ آ جائے گی۔کثرت سے اس مضمون کے خط ملتے ہیں۔کبھی باپ کی طرف سے رونا، کبھی ماں کی طرف سے رونا۔باپ کہے گا ماں کو دنیا میں دلچسپیاں ہیں، نماز نہیں پڑھتی، فلاں کام نہیں کرتی اور ہماری اولاد جو ہے وہ انہی کی طرف بھاگی جا رہی ہے، میں آتا ہوں اور سر پیٹ کے رہ جاتا ہوں مگر میرے دکھاوے کے لئے کچھ کر لیں گے، میں نے پیٹھ پھیری تو پھر وہی حرکتیں۔بعض مائیں روتی ہیں کہ باپ بڑا ظالم ہے، دین میں کوئی دلچسپی نہیں، نماز تک نہیں پڑھتا اور میرے بچے باپ کے پیچھے لگ گئے ہیں اور میری کوئی حقیقت ہی نہیں، میں تو پرانے زمانے کی عورت بن کے یہاں رہ گئی ہوں۔تو یہ وہ چیزیں جن کے نتیجے میں اس دعا کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا کر کے دیکھ لیں۔نہ خاوند بیوی کے لئے ٹھنڈک بنے گا، نہ بیوی خاوند کے لئے ٹھنڈک بنے گی۔نہ اولاد ان ماں باپ کے لئے ٹھنڈک بنے گی، نہ ماں باپ اولاد کے لئے تو اس دعا نے ایک ایسا رشتہ ہمیں سکھایا ہے جو بالکل صاف روزمرہ کی زندگی میں پہچانا جاتا ہے۔

"للمتقین اماماً" کی دعا تب پوری ہو سکتی ہے اگر ماں باپ نیک ہوں اور اولاد کو ان کی نیکی کے باوجود ان سے پیار ہو بلکہ نیکی کی وجہ سے پیار ہو۔جتنا ماں باپ میں نیکی دیکھیں اتنا ہی احترام بڑھتا جائے، اتنا ہی ان سے محبت بڑھتی جائے اگر یہ بات ہو تو پھر آپ یقین کے ساتھ جان دے سکتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کا تقویٰ دیکھ کے مر رہے ہیں۔اگر یہ نہیں تو آپ کی زندگی موت بن جائے گی، آپ اپنے بچوں کی آنکھوں میں پڑھ نہیں سکتے کہ آپ نمازیں پڑھتے ہیں تو وہ یوں کر کے دیکھتے ہیں کوئی دلچسپی نہیں، اور جب ان کے ساتھ بیٹھ کر کوئی دلچسپ پروگرام دیکھیں تو کس طرح وہ آپ کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں۔تو انسان غافل بننا چاہے تو غافل ہو جاتا ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے پتہ نہیں چلا۔ایسا نظام فطرت خدا نے بنایا ہے کہ ہر انسان اپنا حال پڑھ سکتا ہے، اپنا واقف ہے بہانے خواہ لاکھ تراشے، جانتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔

پس اس دعا پر غیر معمولی اہمیت دینے کی ضرورت ہے اس لئے میں یہاں آکر ٹھہر گیا ہوں اور یہ میری نیت تھی کہ اس کے ہر پہلو کو آپ کے سامنے کھول کے رکھوں۔اپنی اولاد کے لئے اگر آپ نے یہ دعا مانگی ہے، اپنی بیویوں کے لئے دعا مانگی ہے تو دیکھیں وہ دعا قبول ہو رہی ہے کہ نہیں۔اگر بیویوں کو آپ کی نیکیوں سے محبت ہو رہی ہے اور نیکیاں بڑھنے کے نتیجے میں وہ اور زیادہ آپ سے پیار کرنے لگی ہیں تو پھر آپ کی دعا قبول ہو رہی ہے۔اگر بیویوں کے خاوندوں کو اپنی بیویوں کی نیکیوں سے محبت ہو اور جتنا وہ زیادہ نیک بنیں اتنا ہی زیادہ ان کے دلوں میں طمانیت پیدا ہوتی چلی جائے، سکون ملتا چلا جائے تو یقین کریں کہ ان کی دعا قبول ہو رہی ہے۔اگر اولاد پر بھی یہی بات صادق آئے تو لازماً یہ دعا قبول ہو رہی ہے۔اس لئے دعا کی قبولیت کے لئے کوئی استخارے کا جواب آنا تو ضروری نہیں، پتہ چل جاتا ہے بعض دفعہ دعا اٹھتے اٹھتے بتا جاتی ہے کہ میں قبول ہو گئی ہوں کیونکہ اس وقت دل کا ہیجان، دل کے اندر ایک تموج کی کیفیت، جس گہرے خلوص سے انسان دعا مانگتا ہے دعا بتا کے جاتی ہے کہ میں مقبول ہو کر یہاں سے اٹھ رہی ہوں۔

تو اس دعا کی طرف آج کل کے زمانے میں غیر معمولی توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کا سکون ہی نہیں اگلی دنیا کا گھر بھی اسی سے وابستہ ہو چکا ہے۔فرمایا "اولٰئك يجزون الغرفة بما صبروا و يلقون فيها تحية و سلماً" یہی وہ لوگ ہیں جنہیں، عام طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے، بالاخانے دیئے جائیں گے۔مگر یہ اس لئے ہے کہ "غرفة" اگرچہ واحد ہے مراد یہی ہے کہ سب کو اونچا مقام ملے گا اس لئے اس کو ترجمے میں بالاخانے کہہ دیتے ہیں جو بالکل جائز ہے۔اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ارفع منازل عطا ہوں گی یا بالا مقام عطا ہو گا۔تو صرف گھروں کی ٹھنڈک اسی طرح وہاں منتقل نہیں ہو گی بلکہ گھروں کی ٹھنڈک میں ایک اونچا مقام ان کو عطا ہو گا، یہ مراد ہے بالاخانوں سے۔ورنہ یہ تو نہیں کہ جنت میں دو منزلہ مکان ہیں نچلا پبلک کے لئے اور اوپر اپنے پرائیویٹ کمروں کے لئے۔بالاخانے سے مراد ہے جو نیکیاں وہ اس دنیا میں حاصل کریں گے، جیسا گھر وہ اس دنیا میں اپنے لئے بنائیں گے اس کی بالائی منزل ان کو ملے گی۔وہ تقویٰ کی محبتیں، وہ نیکیوں کے پیار اور گھر والوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک دوسرے سے نیکیوں میں تسکین پانا یہ مرتبہ ان کا بہت بلند ہو جائے گا گویا دنیا میں وہ نیچے رہا کرتے تھے اور اب اونچے مقامات تک پہنچا دیئے گئے ہیں۔اور پھر "يلقون فيها تحيةً و سلماً" اس میں وہ تحائف پائیں گے ایک دوسرے سے اور سلام۔جہاں محبت اور پیار بڑھ جائے وہاں تحائف کا ضرور تبادلہ ہوتا ہے، ایک قدرتی بات ہے اور نیک تمنائیں بھی بار بار نکلتی ہیں۔وہ مائیں جو اپنے بچوں سے بہت پیار کرتی ہیں وہ ذرا سی ٹھوکر لگے سلام، اللہ کی حفاظت، اللہ بچائے، اللہ کی حفاظت میں اور آتے جاتے سلام سلام

Earlsfield Properties
Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.
Tel : 0181-265-6000

ہو رہا ہوتا ہے تو جنت کا یہ نقشہ کھینچا گیا ہے اسی پیار اور محبت کی وجہ سے جسے دنیا میں قرۃ عین قرار دیا-

فرمایا تمہاری یہ دعا جب دنیا میں قبول ہو گی تو اسی دعا نے تمہاری جنت اس دنیا میں بنانی ہے اور یاد رکھنا اگر یہاں جنت نہیں بنا سکے تو وہاں بھی نہیں ملے گی، وہم ہے محض- پس یہاں جنت حاصل کر لینا اور وہ جنت گھر کی جنت ہے، گھر میں تمہارے تعلقات اگر جنت نشان ہو جائیں اولاد نیک ہو، ماں باپ کے تعلقات آپس میں اچھے، بچوں سے اچھے تو اس کے نتیجے میں پھر وہ غرفے ملیں گے جن کو اللہ تعالیٰ بالائی غرفے کہتا ہے- وہ ایسا مقام ہے جہاں یہ ساری لذتیں پہلے سے بہت زیادہ آگے بڑھا دی جائیں گی اور تحائف ایک دوسرے کو دیں گے- اب جنت میں تو ہر چیز اپنی مرضی سے ملتی ہی ہے تحفوں کا کیا تعلق ہے وہاں- تحفوں کا تعلق یہ ہے کہ وہاں یہ بھی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ایک دوسرے سے چھین چھین کے بھی کھائیں گے- تو جہاں سب کچھ بے شمار مل رہا ہو وہاں چھیننے کا کیا موقع، تحفے کی بات تو بعد میں آئے گی اس لئے کہ محبت کے اظہار ہیں صرف یہ- ایک انسان کسی پیارے کے ہاتھ سے لقمہ چھین کے بھاگ جائے تو یہ تو نہیں کہ اس کو بھوک لگی ہوئی تھی، ضرورت پڑی ہوئی تھی وہ اپنے محبت کے اظہار کے لئے کہ مجھے تمہارے ہاتھ کا لقمہ بھی پیارا لگتا ہے اور میں نے لے لیا ہے یہ- اور تحائف اس لئے دیئے جاتے ہیں کہ وہ جس کو دیئے جاتے ہیں اس کی ضرورت کا خیال نہیں ہوتا بلکہ اپنی ضرورت پوری کی جاتی ہے- چنانچہ نماز میں جب روزانہ آپ تحیات میں بیٹھ کے کہتے ہیں "التحيات لله " تو تحیات اللہ کے لئے، اللہ کو ضرورت ہے کوئی تحفوں کی!؟ جس نے سب کچھ دیا ہے اس کو آپ کیا تحائف دیں گے- آپ اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں اور یہ تحفے کی پہچان ہے جب کسی کی ضرورت کے لئے دیا جاتا ہے تو وہ صدقہ بھی ہو جاتا ہے، خیرات بھی ہو جاتی ہے، بدلہ بھی ہو جاتا ہے، ذمہ داری کی ادائیگی بھی ہے لیکن تحفے کی پہچان اپنے دل سے ملتی ہے- آپ کے دل میں یہ ضرورت پیدا ہوئی تھی کہ نہیں کہ جس سے ہمیں محبت ہے اس سے محبت کے اظہار کے لئے اس کو کچھ پیش کریں- اگر اس وجہ سے چیز اٹھی ہے تو پھر یہ تحفہ ہے ورنہ تحفہ نہیں کوئی نام اور رکھ دیں- تجارت کہیں، صدقہ خیرات کہیں جو بھی کہیں تحفہ نہیں بنے گا-

تو اللہ کے لئے تحفہ کی شرط یہ ہے "التحيات لله " کہ دل میں تمنا اٹھا کرے کہ ہم اللہ کو خوش کریں اور دل چاہے کہ کچھ نہ کچھ تو ہم خدا کے حضور پیش کریں تو اس کے لئے پھر طیبات کی تلاش ہو، صلوات کی تلاش ہو کبھی نمازیں پڑھ کے خوش کریں، کبھی خدا کی راہ میں صدقے دے کر خوش کریں، کبھی چندے بڑھا کے خوش کریں- تو یہ توجہ ہو گی تو یہ تحفہ بنے گا ورنہ تحفہ نہیں بنے گا- پس جنت میں تحفوں کا یہ مطلب ہے اور جنت میں سلام کا یہ مطلب ہے- اتنا پیار ہو گا آپس میں کہ بے ضرورت جس کو دے رہے ہیں اس کو ضرورت کوئی نہیں آپ کا دل چاہتا ہے آپ دیں اور جب اس طرح کوئی چیز ملے تو اس کی لذت بہت بڑھ جایا کرتی ہے-

پس جنت کی لذتیں بڑھانے کا ایک مضمون ہے جو بیان کیا جا رہا ہے جو اس دنیا کی لذتیں بھی اسی طرح بڑھاتا ہے- جس سوسائٹی میں تحائف چلتے ہیں جو تحفہ دیتا ہے وہ اپنی طرف سے کچھ کمی محسوس کرتا ہے اس کو اپنی طرف سے کمی محسوس کرنی چاہئے اس کی چیز کم ہوئی ہے مگر کرتا نہیں- کیونکہ جس چیز کی زیادہ قدر ہے وہ اس معمولی چیز کے بدلے اسے مل جاتی ہے- اس کے دل کو محبت کی پیاس ہوتی ہے اصل میں اور تحفہ اگر محبت حاصل نہ کرے تو تحفہ چلتا ہی نہیں گھر سے- اسی لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جس کو تحفہ دیا جائے اس کو بتایا ضرور جائے- اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو اخفاء ہے اس کی حکمت اور ہے اگر اللہ تعالیٰ کو بھی پتہ نہ چلے تو کوئی بھی انسان نیکی نہیں کر سکتا- کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ اپنی چیز کو انسان یونہی پھینک دے-

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخفاء کی اس لئے ضرورت ہے کہ اللہ جانتا ہے اور اگر محبوب کو تحفہ دیا جائے اس طرح کہ اور کسی کو خبر نہ ہو محبوب ہی کو پتہ چلے تو اس کی جتنی قیمت اس تحفے کی مل سکتی ہے اتنی کسی اور تحفے کی نہیں مل سکتی- **پس اللہ تعالیٰ یہ محبتیں چاہتا ہے آپ سے کہ تحفے پیش کرو تو کبھی اس طرح پیش کیا کرو کہ خدا کے سوا کسی کو پتہ ہی نہ چلے اور یہ جو مخفی تحائف ہیں یہ زیادہ اعلیٰ درجے کے تحائف ہیں**- تو اس دنیا میں یعنی جنت میں جو تحائف چلیں گے وہ نہ صرف دینے والوں کے لئے لذت کے سامان پیدا کریں گے بلکہ لینے والا وہ چیزیں عام ہونے کے باوجود انہی سے مزے اٹھائے گا جو تحفے کے طور پر اس کو پیش ہو رہی ہیں- کبھی کھانے کے دوران کئی دفعہ تجربہ ہوتا ہے ایک بچے کو کوئی چیز آپ اپنی پلیٹ سے دیدیں تو اسے سنبھال کے الگ رکھتا ہے- کوئی اور اس سے لینے لگے تو کہے گا یہ لو، یہ نہیں میں نے دینی، یہ مجھے فلاں نے دی ہے، تو تحفوں سے کھانا تو وہی رہتا ہے، مزہ بڑھ جاتا ہے- پس یہ مزے ہیں جو جنت میں بیان کئے جا رہے ہیں کہ گھروں میں یہ پیدا کرو گے تو وہاں بہت بڑھ کر ملیں گے- اگر گھروں میں پیدا نہیں ہوں گے تو وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا- جن گھروں میں ہر وقت تو تکار، ایک دوسرے کو گالیاں دی جا رہی ہیں، فساد برپا ہیں، ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور کہتا ہے کیا مصیبت دیکھ رہے ہیں ہم- بعض دفعہ بعض میاں واقعۃً عورت کو کہتے ہیں واپس آکر گھر میں کہ آج تیرا منحوس کا مونہہ دیکھ کر گئے تھے نا باہر، دیکھو کہ یہ ہوا اور اگر عورت بے چاری مار سے نہ ڈرے تو کہہ دیتی ہے کہ تیرا منحوس چہرہ دیکھا تو میرے ساتھ بھی یہی ہوا ہے- جن کے آپس کے تعلقات یہ ہو جائیں ان کو نہ ایک دوسرے سے ٹھنڈک، نہ اپنی اولاد سے ٹھنڈک، وہ یہ دعا کیسے کریں گے، یہ سوال ہے- حرکتیں یہ ہوں اور دعائیں یہ ہوں "ربنا هب لنا من ازواجنا و ذرّيّتنا قرّة اعينٍ وّاجعلنا للمتقين اماماً"-

لیکن ایک اور بات اس دعا سے تعلق میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کئی گھروں کی اصلاح میں اس دعا نے مجھے بہت کام دیا ہے- بعض بیویاں جو بہت ہی تکلیف میں تھیں، شکایت کرتی تھیں کہ ہماری طرف توجہ نہیں ہے، ہم ہر کوشش کر چکی ہیں مگر کوئی پرواہ نہیں- ان کو میں نے کہا یہ دعا سنجیدگی کے ساتھ، باقاعدہ لگ کر کرو اور یقین رکھو کہ اس کا سننے والا ہے- جو دل تمہارے اختیار میں نہیں وہ خدا کے اختیار میں ہے- کر کے دیکھو پھر مجھے بتاؤ- ہر دفعہ تو نہیں کیونکہ بعض دفعہ وہ اگلا انسان ہی بدنصیب ہوتا ہے- دعا جس کے حق میں ہو اس کے لئے بھی اس کا کچھ استحقاق ہونا ضروری ہے- جس شخص کے حق میں دعا کی جائے اگر وہ مستحق نہ ہو تو دعا کرنے والا خواہ کتنا ہی بزرگ اور پہنچا ہوا کیوں نہ ہو اس کے حق میں قبول نہیں ہوتی-

چنانچہ آنحضرت ﷺ تمام کفار مکہ، تمام مشرکین، سب دنیا کے لئے دعائیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ کس بے قراری سے کرتے ہیں مگر فرماتا تھا کہ ہدایت اسی کو دوں گا جس کو میں سمجھتا ہوں مستحق ہے- دو عمروں میں سے آپ نے ایک مانگا اور حضرت عمرؓ مل گئے اور ابو جہل نہ ملا اس لئے کہ وہ مستحق نہیں تھا- پس یہ دعا ہر عورت کی قبول نہیں ہوتی- اگر خاوند بدنصیب ہو جائے کہ خدا کی نظر میں گیا گزرا ہے تو پھر بے چاری آخر پہ یہی دعا کر سکتی ہے کہ اے خدا مجھے اس ظالم سے نجات دے اور جنت میں مجھے گھر عطا کر، اس کے سوا چارہ کوئی نہیں- مگر بسا اوقات میں نے یہ دیکھا ہے کہ بعض عورتیں بے حد خوشی اور شکریہ کا خط لکھتی ہیں کہ جس طرح آپ نے نسخہ بتایا تھا اسی طرح استعمال کیا ہے پورا دل لگا کر، خدا کو حاضر و ناظر جان کر، اس پر اعتماد کرتے ہوئے، پورا بھروسہ کرتے ہوئے دعا کی اے خدا اب تیرے سوا چارہ نہیں اور خاوند کا دل بدل گیا اور کایا پلٹ گئی ہے، ہمارے گھر کی تو حالت ہی بدل گئی ہے ہم تو ایک دنیا میں جنت حاصل کر چکے ہیں واقعۃً یہ لکھتے ہیں-

مگر وہ جن کو یہ دعا نصیب نہ ہو سکے یا جن کی بعض وجوہات کی بناء پر یہ دعا قبول نہ ہو ان کے لئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی کی دعا سکھائی ہے کہ اے خدا اس ظالم سے مجھے نجات بخش اور اس دنیا میں تو میں گھر نہیں دیکھ سکی، آخرت میں مجھے گھر دے دے- تیری محبت کی خاطر میں ایمان لائی ہوں اور یہ نہ ہو کہ دنیا میں بھی بے نصیب رہوں اور آخرت میں بھی بے گھر رہوں- تو ان کو بھی پھر جنت میں بالا خانے ضرور ملتے ہیں اور فرعون کی بیوی کی دعا میں تو بڑا ہی درد ہے یہ دعا بھی استعمال کر کے دیکھیں پھر- درد کی کیفیت یہ ہے کہ اس پر ایمان لائیں جس کو پالا تھا اور ایک بادشاہ کی بیوی ہوتے ہوئے بادشاہ کا عتاب لے لیا لیکن ایمان نہیں چھوڑا- تو ایک گھر قربان ہوا اس کے بدلے خدا بہت بڑا اور بلند تر گھر اس کو عطا کرے گا اور اسی ارادے کے ساتھ خدا نے دعا سکھائی-

پس خدا جو دعائیں سکھاتا ہے اس میں قبولیت کا ارادہ شامل ہوتا ہے-

پس اس بات کو یاد رکھیں تو اس دعا کی اور بھی قیمت بڑھ جائے گی جو دعائیں خدا براہ راست سکھاتا ہے کہ یہ دعا کر، یہ دعا کر جب تک عطا کرنے کا ارادہ نہ ہو سکھانے کا کیا مطلب ہے- پس اس دعا کے لئے ہر گھر میں

محمد صادق جیولرز

Import Export Internationale Juwellery

Mohammad Sadiq Juweliere

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ- ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں- عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں- نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں- پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں-

ہمارے پتہ جات:

Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403

S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893

Hauptfiliale
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

مقبولیت کا ایک در کھلا ہوا ہے-کوئی گھر بھی نہیں جس کی چھت پر ایک در نہ کھلا ہو جو اس دعا کے ذریعے سے خدا تعالیٰ سے رحمتیں طلب کرنے کے لئے کھولا گیا ہے- تو یقین کریں جب خدا سکھا رہا ہے تو دینے کا ارادہ رکھتا ہے، بادشاہ جب کہتے ہیں مانگ جو مانگتا ہے تو جو مانگتا ہے پھر اس کو دیتا ہے جس حد تک دینا ہو لیکن اگر یہ بھی ساتھ سکھائے کہ یہ دے سکتا ہوں میں اور اس طرح مانگ تو پھر کیسے انکار کر سکتا ہے-

تو یہ وہ دعا ہے جو خدا نے خود آنحضرت ﷺ کے ذریعے ہمیں پہنچائی ہے کہ یہ دعا مانگا کرو تو تمہیں دنیا کی جنت بھی ملے گی اور آخرت کی جنت بھی ملے گی اور آخری بات اس کے بعد ہے "اولئك يجزون الغرفة بما صبروا"- صبر اس میں ضروری ہے- یہ یاد رکھنا کہ بعض دعاؤں میں اگر صبر نہ ہو تو اس صبر کے فقدان کی وجہ سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیونکہ ہر چیز کے لئے ایک وقت ہے اور ہر بیماری کی شفا کا بھی ایک وقت ہوا کرتا ہے- یہ میں بہت لمبے تجربے سے آپ کو بتاتا ہوں کہ ہر بیماری فوراً ٹھیک ہو نہیں سکتی اس لئے اگر دو دن دوائی کھائیں اور چھوڑ دیں تو ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس دوا نے فائدہ نہیں دیا اس میں شفا تھی ہی نہیں- کئی ایسے مریض ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ جی ہم نے اتنے دن کھائی ہے ان کو میں بتاتا ہوں کہ آپ کی بیماری ایسی ہے کہ ایک سال، دو سال کھانی پڑے گی یعنی دوا فوراً اثر نہیں دکھائے گی بعضوں کو میں کہتا ہوں ایک مہینہ کھاؤ پھر بتانا اور اگر میری تشخیص درست ہو تو مہینے والوں کی دوا مہینے کے بعد ضرور اثر دکھاتی ہے پھر وہ لکھتے ہیں ہاں اچانک ہم ٹھیک ہو گئے، اور سالوں والی دعا سالوں میں اثر دکھا دیتی ہے-

بعض عورتیں بچے کی خواہش لے کر آتی ہیں دعا کے لئے بھی اور دوا کے لئے بھی تو دوا جب میں دیتا ہوں تو بعض کہتی ہیں جی دو مہینے ہو گئے ہیں ابھی تک تو کچھ بھی نہیں ہوا- میں ان سے کہتا ہوں کہ دو مہینے کی بات نہیں ہے بعض دفعہ یہ دوا دو سال، تین سال بھی کھانی پڑتی ہے مگر کھاتی چلی جائیں کیونکہ ہر بیماری کی تبدیلی کے اندر اس کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے- یعنی جو چیزیں آہستہ آہستہ آکر خلیوں میں بیٹھ جائیں، جسم کی بناوٹ کو تبدیل کر دیں، رحم کے اوپر کچھ ایسی پپڑیاں جم جائیں جو اس کے بچے کے پیدا ہونے کے رستے میں ایک دیوار بن کر حائل ہوں تو کوئی تیزاب ڈال کے تو نہیں آپ گھول سکتے ان پپڑیوں کو- آہستہ آہستہ جسم میں ایک ردعمل پیدا ہوتا ہے، صحت مند خون چلتا ہے پھر وہ رفتہ رفتہ دور ہونے لگ جاتی ہیں- تو جب دنیا کی بیماریوں کا یہ حال ہے تو اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے- بعض لوگ فوراً شفا پا نہیں سکتے مگر جو صبر نہیں رکھتا نہ وہ دنیا کی بیماریوں سے شفا پا سکتا ہے، نہ روحانی بیماریوں سے شفا پا سکتا ہے تو ایسا کامل نسخہ ہے قرآن کریم کہ اس کے ہر نسخے کے اندر ہر احتیاط کا پہلو ہر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے- کوئی پہلو نہیں چھوڑا گیا-

تو یہ دعا سکھا کر کہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر ہمیں اور اولاد کی طرف سے بھی ہم ٹھنڈ پائیں ایک دوسرے سے بھی ٹھنڈ پائیں، فرمایا، تمہیں بالا خانے تو ملیں گے مگر اس وجہ سے ملیں گے "بما صبروا"- یعنی ان لوگوں کو، ان دعا کرنے والوں کو جو جزا ملے گی اس لئے کہ اس دعا کے ساتھ صبر بھی شامل تھا اور صبر میں دو مضمون ہیں ایک یہ کہ دعا کے ساتھ ایک دکھ کی لذت بھی شامل تھی یعنی خشک مونہہ سے دعائیں نہیں کیا کرتے تھے- صبر کے ساتھ دکھ کا ایک لازمی تعلق ہے ورنہ صبر کا معنی ہی کوئی نہیں اگر ویسے آرام کی زندگی ہے تو اسے صبر کون کہہ سکتا ہے تو فرمایا ان کو جو جزا ملے گی اس لئے کہ ان کی دعاؤں میں ایک دکھ تھا اور صبر کرتے تھے دو باتوں میں- ایک تو یہ کہ ہم پر توکل میں صبر کرتے تھے اور آئے دن یہ نہیں کہتے تھے کہ لو جی ہماری تو دعا قبول نہیں ہوئی اور دوسرے یقین رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ تبدیلی کر سکتا ہے اس لئے تبدیلی نہ بھی نظر آئے تو ایمان نہیں جاتا تھا ان کا اور صبر کر کے وہ دعا کرتے چلے جاتے تھے-

حضرت زکریاؑ کی دعا دیکھو کتنی عظیم الشان ہے- وہ کہتے ہیں دعائیں کرتے کرتے میں بوڑھا ہو گیا ہوں، ہڈیاں گل گئیں، سر بڑھاپے سے آگ کی طرح بھڑک اٹھا ہے، سفید ہو گیا ہے "ولم اكن بدعائك رب شقياً"- اے خدا آج تک میں وہ بدبخت نہیں جو تیری دعا سے مایوس ہو جاؤں کبھی مایوس نہیں ہوا- یہ ہے صبر جو بعض دفعہ اتنا لمبا کھینچا جاتا ہے جس طرح حضرت زکریاؑ کا ذکر ہے مگر روزمرہ کی زندگی میں اتنے لمبے امتحان خدا نہیں لیا کرتا- انبیاء کے مناصب بلند ہیں، ان کے امتحان بھی بڑے کڑے ہوا کرتے ہیں اور بعض دفعہ لمبے چل جاتے ہیں مگر نیا نیا خدا کا مہمان بن رہا ہو اس کے ساتھ خدا اتنے لمبے معاملے نہیں کیا کرتا- شروع شروع میں دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں پھر جب انسان آگے ترقی کرے تو پھر پورا صبر کے مضمون میں داخل ہو جاتا ہے-

تو یہ دعا بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس کے بغیر ہمارا معاشرہ تبدیل نہیں ہو سکتا اور اس کے بغیر عبادت کا لطف بھی نہیں آسکتا- عبادت کا لطف اس ماحول میں ہی ہے جو ماحول یہاں بیان فرمایا گیا ہے- نیک ماحول ہے ایک دوسرے کی نیکیاں اچھی لگتی ہیں ایک دوسرے کی نیکیاں دیکھنے کو دل چاہتا ہے، ان نیکیوں کے لئے دعائیں کرتے وقت گزرتا ہے پھر جب وہ عطا ہوتی ہیں تو جتنا نیک ہو کوئی ساتھی اتنا زیادہ اس سے پیار بڑھ جاتا ہے اتنی ہی زیادہ اس کی دل میں قدر بڑھتی چلی جاتی ہے- فرمایا "خٰلدین فیھا" یہ وہ حالت ہے جو ہمیشہ کی ہے اتفاقی آئی گئی حالت کا نام نہیں ہے- یہ حالت تو آکر ٹھہر جانے والی ہے اور صبر کے ساتھ اس مضمون کا گہرا تعلق ہے- صبر کا مطلب ہے جتنا لمبا چاہے اللہ آزمائے، ہلنا نہیں اور جب انسان استقامت دکھا دے، صبر دکھا دے تو خدا کیسے اس کی جزا کو عارضی بنا سکتا ہے- پس دائمی جزا کا صبر سے ایک گہرا تعلق ہے-

فرمایا وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے "حسنت مستقراً و مقاماً" کیا ہی عمدہ، کیا ہی خوب صورت عارضی ٹھکانہ اور کیا ہی خوب صورت مستقل ٹھکانہ ہے- اس سے پہلے بھی اسی طرح ٹھکانے کا ذکر گزرا ہے "سآء ت مستقراً و مقاماً" کہ وہ لوگ جو اس مضمون کو نہیں سمجھتے اور اپنے گھر کو خود برباد کر لیتے ہیں ان کے لئے تو وہ گھر بھی خواہ وہ عارضی ہو وہ بھی مصیبت ہے، مستقل ہو تو اور بھی مصیبت اور جہنم میں بھی یعنی دوسری دنیا میں بھی ان سے پھر یہی سلوک ہوگا جو ان کو دوسری دنیا کا گھر نصیب ہوگا "سآء ت مستقراً و مقاماً"- اس سے تو ایک لمحہ بھر کے لئے گزرنا ہی بڑی مصیبت ہے، کہاں یہ کہ آپ وہاں مستقل ڈیرہ ڈال کے بیٹھ رہیں- تو اس کے مقابل پر یہ جزا بیان فرمائی گئی ہے- ایک گھر تم وہ بھی بنا سکتے ہو جو تم جہنم میں بنا رہے ہو اس دنیا میں بیٹھے یہاں بھی مارے گئے وہاں بھی مارے گئے اور ایک گھر اس کے مقابل پر جنت میں بنانے کا یہ طریق ہے اگر اس کو اختیار کرو گے تو یہاں بھی کامیاب ہو گے اور وہاں بھی کامیاب ہو گے اور دونوں جگہ کی جنتیں نصیب ہوں گی-

"قل ما يعبؤ بكم ربي لو لا دعآء كم فقد كذبتم فسوف يكون لزاماً" تو کہہ دے کہ میرا رب تمہاری کچھ بھی پرواہ نہ کرتا "لو لا دعآء كم" اگر تمہاری دعا نہ ہو- یہ کیا وجہ ہے کیا اللہ تعالیٰ بندوں سے ایسا بے نیاز ہے جو مرضی برباد ہوتے پھریں ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا- "لو لا دعآء كم" میں بندے کی بے اعتنائی کا ذکر ہے اصل میں، جب تم میرا پوچھتے ہی نہیں میرے پاس آنے کی تمنا ہی پیدا نہیں ہوتی تو پھر تمہارے دل سے دعا اٹھ ہی نہیں سکتی- پس دعا سے مراد یہ نہیں کہ اللہ کو بلوانے کا شوق ہے- مراد یہ ہے کہ تمہارے دل میں میری اتنی بھی محبت نہیں کہ کبھی مجھے پکارو، کبھی مجھے بلاؤ تو پھر میں بھی گرا پڑا نہیں ہوں- اگر تم مستغنی ہو تو میں تم سے بڑھ کر مستغنی ہوں، اگر تم دعا نہیں کرتے، میری طرف توجہ ہی کوئی نہیں اور یہ سارا مضمون وہی دعا کا ہے- دعاؤں کے ذریعے تم دنیا کی جنتیں اور آخرت کی جنتیں حاصل کرنے کی تمنا ہی نہیں رکھتے، کوشش ہی نہیں کرتے تو پھر "كذبتم" تم جھٹلا بیٹھے ہو-

"فسوف يكون لزاماً" اس دعا کو جھٹلانے کی جو وبا ہے یا دعا کو جھٹلانے کی جو بلاء ہے وہ تم سے چمٹ جائے گی، تمہیں چھوڑے گی نہیں کیونکہ خدا کے سوا دنیا میں کوئی سہارا ہی نہیں ہے- پھر ہر مصیبت، ہر بلاء تمہارا دائمی حصہ بن جائے گی- پس اس سے پہلے دیکھیں فرمایا تھا وہ ہمیشہ کے لئے ہے "خٰلدین فیھا" اب جو بدی ہے اس کے مقابل کی اس کو بھی مستقل کر کے دکھا رہا ہے اللہ تعالیٰ- "خٰلدین" کے مقابل پر یہ ہے "فقد كذبتم فسوف يكون لزاماً" تم نے جب دعا کو جھٹلا ہی دیا ہے تو جو بدیاں دعا کے بغیر تم سے چمٹنے والی ہیں وہ پھر مستقل چمٹی رہیں گی، وہ چھوڑیں گی ہی نہیں تمہیں- تو یا اس طرف کا دوام حاصل کر لو یا اس طرف کا دوام حاصل کر لو، یا ادھر کی ہمیشگی لے لو یا ادھر کی ہمیشگی لے لو یہ دو ہی رستے ہیں تمہارے لئے جس کو چاہے اختیار کرو-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دعا کے متعلق اپنے ایک کشف کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں اور یہ بہت ہی اہم کشف ہے جسے ہمیں پیش نظر رکھنا چاہئے- فرماتے ہیں "انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادتِ الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کر کے بے کار کر لیتا ہے"- فرمایا فطرت میں خدا کی طرف جھکنا ہے اور اگر نہیں جھکو گے اور دنیا کی لذتوں کی طرف مونہہ رکھو گے تو پھر تم اس کے عبد بن نہیں سکتے- اور جب تم اس کے عبد نہیں بن سکو گے تو پھر اس کو تمہاری کیا

SATELLITE WAREHOUSE
MTV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

پرواہ ہے۔ اس مضمون کے لئے جو دوسری آیات میں نے چنی ہیں وہ آج تو خطبے کا وقت ختم ہو رہا ہے پھر انشاءاللہ وقت ملے گا تو آپ کو سناؤں گا۔ یہاں کشف سن لیجئے۔

فرماتے ہیں کہ "میں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ میں نے ایک رویا میں" ۔ یہ رویا ہے، کشف ان معنوں میں نہیں جو عام طور پر معروف ہیں، فرمایا "میں نے ایک رویا میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے۔ اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے ہاتھ میں چھری ہے "ایک ایک بھیڑ پر ایک ایک قصاب الگ الگ مقرر ہے" جو انہوں نے ان کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف مونہہ کیا ہوا ہے میں ان کے پاس ٹہل رہا ہوں میں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں تو میں نے یہ آیت پڑھی "قل ما یعبؤ بکم ربی لو لا دعآء کم" یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلادیں اور یہ کہا کہ تم ہو کیا آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو"۔

اب یہ جو رویا کا نظارہ ہے بہت ہی گہرا اور بہت ہی لطیف تفسیر ہے اس آیت کریمہ کی۔ بھیڑیں گوہ پر مونہہ مارنے میں مشہور ہیں۔ بکریاں بھی ہر طرف مونہہ مارتی ہیں مگر بھیڑیں خاص طور پر گندگی کھانے میں ایک خاص شہرت حاصل کر چکی ہیں تو مضمون جو بیان ہوا ہے اس آیت سے پہلے وہ یہی تو ہے کہ یا ادھر کا مونہہ رکھو گے یا ادھر کا مونہہ ۔ یا اس طرف دلچسپیاں لو گے یا اس طرف دلچسپیاں لو گے۔ اگر تمہاری دلچسپیوں کا رخ غیر اللہ کی طرف ہی رہے گا تو تم پھر عبادت نہیں کر سکتے اور جب اللہ کے عبد نہیں رہو گے تو خدا کو پھر تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ پھر آسمان سے کسی وقت بھی تمہاری ہلاکت کا حکم نازل ہو سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ہر وقت پکڑے جاؤ۔

پس اس آیت میں جہاں تنبیہہ ہے اور ایک خوفناک نظارہ ہے وہاں بخشش کے لئے اور توبہ کے لئے گنجائش بھی کھلی رکھی ہے۔ کوئی تقدیر کا فرشتہ آپ کی گردن پر چھری نہیں پھیرے گا جب تک آسمان سے یہ آواز نہ اترے کہ ہاں اس کا وقت آگیا ہے۔ پس اس وقت سے پہلے پہلے پھر جاؤ اور خدا کی طرف توجہ کر کے دنیا کی ہلاکتوں سے بچنے کی کوشش کرو پھر دعا زیادہ زور اور شدت کے ساتھ اٹھے گی کیونکہ خطرے کی دعا ہے، مضطر کی دعا بن جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کو نئی زندگی عطا ہو سکتی ہے جس میں عبادت میں لذت پیدا ہو جائے گی اور اور بھی بہت سے فوائد، جو اس دنیا کے بھی ہیں آخری دنیا کے بھی ہیں، وہ اسی دعا سے وابستہ ہو جائیں گے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کے سنائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ از صفحہ آخر

ایک دلچسپ پروگرام

گزشتہ کئی سالوں سے جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ میں ایک نہایت ہی دلچسپ پروگرام پیش کیا جارہا ہے جو کہ حاضرین جلسہ میں ہمیشہ ہی بڑا مقبول رہا ہے۔ یہ تقاریر کا وہ سلسلہ ہے جس میں نواحمدی احباب "میں احمدی کیوں ہوا" کے عنوان سے تقاریر کرتے ہیں اور اپنے اپنے قبول احمدیت کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ امسال بھی یہ نہایت ہی دلچسپ پروگرام جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس میں پیش کیا گیا اور حاضرین کی دلچسپی کے باعث تیسرے اجلاس کے پروگراموں کو منسوخ کر کے اسی سلسلہ کا تسلسل جاری رہا۔ اس پروگرام میں مختلف آئمہ اور نومبائعین نے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ بعد ازاں ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں مکرم مظفر سدھن صاحب مبلغ سلسلہ نے حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے۔ تیسرے اجلاس کی خاص بات حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ خطاب تھا جو حضور ایدہ اللہ نے MTA کے توسط سے ازراہ شفقت آئیوری کوسٹ کے جلسہ کے لئے ارشاد فرمایا اور یہ پہلا موقع تھا کہ حضور انور ایدہ اللہ MTA کے توسط سے آئیوری کوسٹ کے جلسہ سالانہ میں رونق افروز ہوئے۔

حضور انور کا خطاب

شام ۴ بجے کے قریب حاضرین ٹیلی ویژن سکرین پر نظریں جمائے بیٹھے تھے کہ حضور خطاب فرمانے والے ہیں، ٹھیک سوا چار بجے حضور انور نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں جلوہ افروز ہوئے۔ جلسہ گاہ بھی نعرہ ہائے تکبیر اور امیر المومنین زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ حضور کی جلسہ میں اس طرح تشریف آوری سے ہر احمدی یہی محسوس کر رہا تھا کہ حضور سچ مچ بنفس نفیس آئیوری کوسٹ تشریف لے آئے ہیں اور جلسہ میں شرکت فرما رہے ہیں۔ ہر احمدی مسرور اور شاداں تھا۔ حضور کا خطاب لگ بھگ ۴۰ منٹ جاری رہا جس کا فرنچ ترجمہ مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب نے کیا۔ اپنے خطاب میں حضور انور نے جماعت آئیوری کوسٹ کے جلسہ میں شامل ہونے والے آئمہ اور معززین کا ذکر کیا۔ نیز اپنے دورہ آئیوری کوسٹ کے دوران سابق صدر ھوفے بوانیے سے ملاقات کا ذکر کیا اور ان کی خداداد صلاحیتوں اور قابلیتوں پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ نیز یہ ذکر بھی فرمایا کہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کے جلسہ میں امسال ۱۷۲ جماعتوں کے نمائندگان شامل ہوئے ہیں جبکہ گزشتہ سال یہ تعداد صرف ۲۰ تھی۔

حضور انور نے دوران خطاب لندن میں مقیم آئیوری کوسٹ کے دو باشندگان کو مقامی زبانوں میں مختصر خطاب کے لئے کہا چنانچہ مکرم یوسف صاحب نے یعقوبا میں خطاب کیا اور مکرم محمدو کولی بالی صاحب نے جولا میں خطاب کیا دونوں تقاریر کے بعد سٹوڈیو میں موجود احمدی احباب نے پرجوش نعرے لگائے اور ایم۔ٹی۔اے کی وساطت سے آئیوری کوسٹ کے باشندے بھی ان نعروں کا جواب دیتے رہے، آخر پر حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی جس میں دنیا بھر کے ناظرین شامل ہوئے۔

(رپورٹ: باسط احمد مبلغ سلسلہ)

بقیہ: اخبارات و جرائد سے از صفحہ ۴

کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ ان کا دائرہ حیات تنگ ہوتا جا رہا ہو اور پاکستان میں ان کے لئے زندگی گزارنا مشکل کر دی جائے؟

ج: خیر ایسا بھی نہیں۔ بہت سی کہانیاں ایسی موجود ہیں جیسے میں نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پڑھے لکھے لوگوں میں نہ ہو لیکن ان پڑھ لوگوں میں اور جو ملاؤں کے زیر اثر آتے ہیں ان میں شدید تعصب موجود ہے۔ ابھی پچھلے دنوں انہوں نے ایک احمدی کو قتل کر دیا ہے۔ یہ صوبہ سرحد میں واقعہ رونما ہوا ہے۔ اسی طرح تین چار ہزار کیس .... کے ہیں۔ کوئی ۲۱، ۲۲ احمدی شہید کئے گئے ہیں۔ ایک کیس اس طرح ہوا کہ ایک ڈاکٹر تھا حیدر آباد میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میرا بیٹا سخت بیمار ہے آپ اسے گھر جا کر دیکھ لیں۔ ڈاکٹر نے کلینک میں موجود اپنے مریضوں سے معذرت کی کہ میں اس کے بیٹے کو دیکھ آؤں کیونکہ اس کی حالت زیادہ خراب ہے۔ واپس آکر آپ کو دیکھتا ہوں۔ اس طرح وہ بندہ ڈاکٹر کو اپنے ساتھ گھر لے گیا اور گھر جا کر اسے شوٹ کر دیا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات ہوئے ہیں۔

میں نے تو انہیں تجویز دی تھی کہ اس آرڈیننس کو اگر ختم نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا ضرور کریں کہ پینل کوڈ میں جو پروویژن ہے اس قسم کے مقدمات کے اندراج کی جن کا تعلق مذہب سے ہو، وہ براہ راست تھانے میں درج نہ کرائے جائیں بلکہ وہ ہوم سیکرٹری کے پاس درج کرائے جائیں۔ پھر ہوم سیکرٹری دیکھے کہ کیا درج کرائے گئے مقدمے میں اتنی قوت ہے کہ اسے عدالت میں سماعت کے لئے پیش کیا جائے۔ اس سے کم از کم یہ تسلی تو ہو گی کہ وہی مقدمات زیر سماعت آئیں گے جن میں واقعتاً کچھ حقیقت ہو گی۔ کچھ مقدمات ایسے ہیں جو دس دس سال سے پڑے ہوتے ہیں اور پیشیاں پڑتی رہتی ہیں۔ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ان کا صرف وقت اور پیسہ ضائع ہو۔ اس طرح کے مقدمات ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ بھٹو صاحب سے میں ملا۔ انہوں نے مجھے ۷ جنوری کو بلایا میں پاکستان گیا ہوا تھا۔ کہنے لگے کہ دیکھو میں نے الیکشن کا اعلان کر دیا ہے، ہم سے یقیناً کچھ غلطیاں ہوئی ہیں لیکن اگر ہم ایسا نہ کرتے تو ملک میں بڑا ہنگامہ ہوتا۔

س: یہ کب کی بات ہے؟

ج: ۱۹۷۷ء میں۔ جنوری کی سات تاریخ تھی۔

س: اسلام آباد میں ملے تھے؟

ج: جی ہاں! اسلام آباد میں۔ کہنے لگے کہ جب یہ ہوا تو اس وقت موقع ہی ایسا پیدا ہو گیا تھا کہ مجبوری تھی لیکن میں اب نہیں چاہتا کہ مزید اس قسم کا کوئی قدم اٹھایا جائے۔

س: کیا انہوں نے پچھتاوے کا اظہار کیا؟

ج: ان کا معذرت خواہانہ انداز تھا کہ یہ جو کچھ ہوا دراصل نہیں ہونا چاہئے تھا۔ یہ غلطی ہو گئی۔ بلکہ انہوں نے مجھ سے باقاعدہ معذرت چاہی اور آئندہ انتخابات میں ان کی مدد کرنے کی اپیل کی۔ ایک شخص رفیع رضا تھے کراچی کے۔ انہوں نے بھٹو صاحب سے کہا کہ دیکھئے انہوں نے آپ کے الیکشن کے لئے اتنا کام کیا ہے، اگر آپ نے اب بھی ان کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو آپ سے بڑا احسان فراموش اور کوئی نہیں ہو گا۔

انہوں نے بھٹو صاحب سے کہا کہ آپ نے مجھے بلایا ہے۔ آپ ملک کے سربراہ ہیں اور میں ایک عام آدمی ہوں۔ آپ نے بلایا ہے تو میں آگیا ہوں لیکن میری غیرت یہ برداشت نہیں کرتی کہ جو غیر منصفانہ سلوک آپ نے جماعت کے ساتھ کیا ہے اس کے ہوتے ہوئے میں آپ کے گھر میں آؤں اور چائے پیوں۔ بھٹو صاحب کو اس طرح کہنا یقیناً بہت ہی جرأت کی بات تھی۔ یقیناً یہ غیر معمولی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ تھا۔

س: میں سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ کے مطابق دو تین حوالوں سے آپ کی جماعت نے انہیں سپورٹ تو کیا۔

ج: لیکن ہم ووٹ نہیں دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلے اپنے آپ کو غیر مسلم کہو پھر تم سے ووٹ لیں گے۔

س: آپ کا عالمی ہیڈ کوارٹر جو ہے وہ برطانیہ میں ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پاکستان سے آنے کے بعد کام کرنے کے حوالے سے برطانیہ کی فضا آپ کے لئے موزوں اور موافق ہے یا نہیں؟

ج: یہ درست ہے کہ برطانیہ میں عارضی ہیڈ کوارٹرز ہونے کی وجہ سے جو رابطے کی سہولتیں ہیں وہ فائدہ مند ثابت ہو رہی ہیں اور جماعت نے جو ایک پروگرام شروع کر رکھا ہے وہ ساری دنیا میں دیکھا جاتا ہے، اب ۲۴ گھنٹے جاری رہتا ہے۔

س: اس پروگرام کا کیا نام ہے؟

ج: "مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل"۔ اس وجہ سے اس جانب بیعتوں کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے، پچھلے سال ۱۶ لاکھ بیعتیں ہوئیں۔ پہلے سال ۲ لاکھ تھیں، پھر چار لاکھ، پھر آٹھ لاکھ اور اب سولہ لاکھ۔ اور سینی گال میں تو پارلیمنٹ کے چھبیس ممبران ہیں۔ اور گھانا میں کوئی آٹھ ملین لوگ ہیں اور وزیر وغیرہ ہیں۔

س: کیا یہ درست ہے کہ برطانیہ اور امریکہ وغیرہ آپ کی جماعت کی مالی طور پر سرپرستی کرتے ہیں؟

ج: قطعاً نہیں۔ کوئی سرپرستی نہیں۔ تمام اخراجات جماعت کے لوگ خود برداشت کرتے ہیں۔ عارضی طور پر ہمارا ہیڈ کوارٹر برطانیہ میں ہے لیکن دنیا بھر کے لئے ہماری ساری خط و کتابت ربوہ ہی کے نام پر ہوتی ہے۔ کیونکہ بہر حال ہمارا اصل ہیڈ کوارٹر تو وہی ہے۔ سینی گال میں ہمارا سنٹر ۱۹۸۹ء میں قائم ہوا تھا۔ وہاں ہم نے ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو جماعت کی ایک تقریب منعقد کی۔ اس وقت تک سو سال مکمل ہو چکے تھے۔ جو ہمارے بانی ہیں انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت لی۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۲۳ مارچ کی تاریخ ہماری زندگی میں بھی ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ بہر حال ہم جہاں بھی ہوں ہمارا دل پاکستان کے لئے دھڑکتا ہے۔ ہم جہاں بھی ہوں اپنے وطن کی خدمت کرتے رہیں گے۔ غلط فہمیاں بالآخر دور ہو جائیں گی۔

(ہفت روزہ "حرمت" پاکستان ۲۷ دسمبر ۹۶ء تا ۲ جنوری ۹۷ء صفحہ ۷ تا ۱۲ اور ۴۴)

fozman foods

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

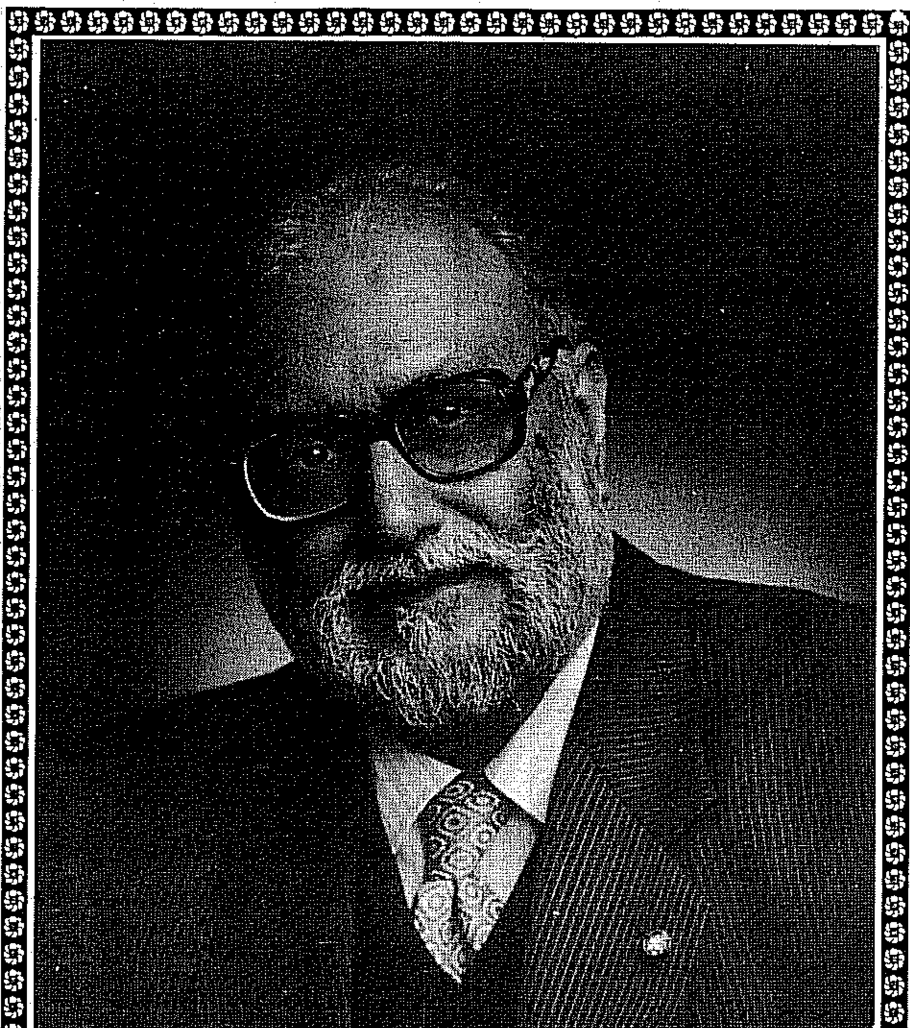

دورِ حاضر کا شہرہ آفاق عظیم پاکستانی سائنس دان

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کے کارناموں اور اخلاق حسنہ کا تذکرہ

(مسعود احمد خان دہلوی۔ سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ)

دل حزیں اور افسردہ و غمگیں کیوں نہ ہو، خدائے ذوالجلال والاکرام کا بندہ نیک نام وعالی مقام المسمی عبدالسلام دنیائے سائنس اور بالخصوص اس کے شعبہ طبیعات میں اپنے انقلاب انگیز کارناموں کی وجہ سے دنیا بھر میں تہلکہ مچانے، اچھے اچھوں سے اپنا لوہا منوانے، اقصائے عالم میں اپنے نام اور کام اور فیض رسانی کے مستقل اہتمام والنصرام کا ڈنکا بجوانے، اپنے اکثر ہم عصر سائنس دانوں پر سبقت لے جانے، زندگی میں اولیت کے لاتعداد ریکارڈ قائم کرنے اور مسلمہ طور پر فائزالمرام قرار پانے کے بعد مقدرت الہیہ کے تحت بالآخر اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس نادر و کمیاب نابغہ روزگار وجود کا دنیا میں آنا بھی خدائے ذوالمنن کا ایک نشان تھا اور یہاں سے اگلے جہاں سدھارنا بھی ایک نشان ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا کی پہلے سے دی ہوئی بشارتوں کے عین مطابق اس دنیا میں وجیہہ قرار پایا اور اس جہاں کی حیات جاوداں میں بھی اپنے صادق الوعد خدا کی طرف سے اس کا وجیہہ قرار پانا اور مقربین میں شامل ہونا مقدر ہے اسی لئے اس کی وفات کا خاموش نوحہ غم خوشی کے شادیانوں کی نوید اپنے اندر لئے ہوئے ہے اور اس کی رحلت۔

اگر بر نکوئی بود خاتمت
عروسی بود نوبت ماتمت

کی مصداق بنی ہوئی ہے۔

خدائی نشانوں میں سے ایک نشان

اس کے اپنے وطن میں کہنے والے کچھ بھی کہیں یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو دنیا بھر کے وقیع سائنسی حلقے نیوٹن سے آئنسٹائن تک کے سائنس دانوں کی صف اول کے ایک نوبل انعام یافتہ پاکستانی مسلمان سائنس دان کی حیثیت سے جانتے ہیں لیکن اس اعتبار سے بجاطور پر ان کی عظمت و رفعت کے گیت گانے والے اہل دنیا میں سے بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا یہ ذیشان فرزند اللہ کی خاص بشارتوں کے ماتحت اس دنیا میں آیا اور ان بشارتوں کے مطابق ہی اس نے دنیائے سائنس میں عظیم کارنامے سرانجام دے کر ان علمی عظمتوں اور رفعتوں کو چھوا اور ان پر جا فائز ہوا جن تک رسائی ہر کسی کے نہیں کسی کسی کے حصہ میں آتی ہے اور پھر الٰہی بشارتوں کے مطابق اب وہ اس دنیا میں بھی بفضل اللہ تعالیٰ معزز و مکرم قرار پاکر قرب الٰہی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

خدا تعالیٰ میرے مشفق و مہربان اور سراپا احسان مربی حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے کہ آنمحترم نے محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے والد بزرگوار حضرت چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم (جو ان کے بہت قریبی اور عزیز دوست تھے) کے سوانح حیات کتابی شکل میں مرتب کر کے ان کی متضرعانہ دعاؤں کے جواب میں انہیں ملنے والی بشارتوں کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کر دیا۔ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم عشق خدا، عشق قرآن، عشق رسولؐ اور عشق مسیح موعودؑ میں سرشار رہنے والے خدائے ذوالمنن کے حقیقی پرستار اور خلافت احمدیہ کے دلی عقیدت مند و دلی اطاعت گزار ہونے کے باعث بفضل خدا مستجاب الدعوات اور زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے۔

خدا تعالیٰ آپ کی دردمندانہ و متضرعانہ دعاؤں کو قبول فرما کر آپ کو رؤیا و کشوف کے ذریعہ عظیم الشان بشارتوں سے نوازتا تھا۔ آپ دعا کے آداب اور تقاضوں سے بخوبی آگاہ تھے اور ان جملہ آداب اور تقاضوں پر پورا اترنے کی کوششوں میں حتی المقدور کوئی کسر اٹھانہ رکھتے تھے۔ ان دعاؤں میں نیک صالح اور بلند طالع اولاد عطا ہونے کی دعا بدرجہ اولیٰ شامل ہوتی تھی۔ ان دعاؤں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مہتم بالشان بشارتوں سے نوازا۔ ان میں سے بعض بشارتیں جن کا تعلق محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی ولادت اور آپ کو ملنے والی ترقیات سے ہے۔ درج ذیل ہیں۔

عروج و اقبال کی آئینہ دار بشارتیں

(۱). ۱۱ مئی ۱۹۲۵ء کو حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کی شادی ہوئی۔ شادی ہونے کے ساتھ ہی آپ نے نیک، صالح اور بلند طالع اولاد عطا ہونے کے متعلق دعائیں شروع کر دیں۔ آپ یہ قرآنی دعا "ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما" بہت درد و الحاح سے بکثرت کیا کرتے تھے۔ ۳ جون ۱۹۲۵ء کی بات ہے کہ آپ مسجد احمدیہ جھنگ شہر میں مغرب کی نماز با جماعت ادا کرنے کے بعد سنتیں ادا کر رہے تھے اور مذکورہ قرآنی دعا بڑے درد و الحاح سے پڑھ رہے تھے۔ دعا کرنے کے دوران آپ پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ نے اپنے دونوں ہاتھوں میں بہت خوبصورت اور معصوم بچہ اٹھایا ہوا ہے۔ وہ اپنے ہاتھ آگے کر کے محترم چوہدری صاحب سے کہتا ہے لیجئے اللہ نے آپ کو یہ بچہ عطا کیا ہے۔ آپ نے اس فرشتہ سے دریافت کیا بچہ کا نام کیا ہے۔ فرشتہ نے بتایا اس کا نام عبدالسلام ہے۔ اس کشف پر آپ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ حسب بشارت الٰہی ۲۹ جنوری ۱۹۲۶ء کو بروز جمعۃ المبارک بوقت نماز جمعہ آپ کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے اپنے آقا سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا۔ آپ نے خط میں اپنا کشف درج کر کے بچہ کی ولادت کا ذکر کیا اور درخواست کی کہ حضور بچہ کا نام رکھ دیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے والا نامہ میں تحریر فرمایا، جب خدا تعالیٰ نے نام رکھ دیا ہے تو ہم کیسے دخل دیں۔ بچہ کا نام عبدالسلام ہی رہنے دیں۔

(۲). آپ نے بشارت ربانی کے تحت عطا ہونے والے فرزند ارجمند کی درازی عمر اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعائیں شروع کر دیں۔ ان دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل تھی کہ یہ بچہ "وجیہا فی الدنیا والآخرة ومن المقربین" ہو یعنی یہ بچہ دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہو اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں شمار کیا جائے۔ ان دعاؤں کے دوران ایک روز آپ پر پھر کشفی حالت طاری ہوئی اور آپ کو اپنا یہ بچہ ایک جوان مرد کی شکل میں دکھایا گیا۔ اس کشفی نظارہ پر آپ پہلے سے بھی زیادہ حمد و شکر سے لبریز ہو گئے۔ آپ اپنے قدوس، جلیل الذات رب قدیر کی کیوں نہ حمد بجالاتے اور کیوں نہ پہلے سے بڑھ کر اس کا شکر ادا کرتے جبکہ اس کشفی نظارہ کے ذریعہ آپ کو یہ بشارت دی گئی کہ یہ لڑکا دنیا بھر کی نگاہوں میں صاحب منزلت قرار پائے گا اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں شمار ہو کر اسلام کی تعلیم پر کماحقہ عمل پیرا ہوتے ہوئے ترقی کی منزلیں جلد جلد طے کرے گا اور اوج کمال کو پہنچے گا۔ حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کا دعاؤں میں شغف بڑھتا گیا اور اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے اس فرزند کے عروج و اقبال کے بارہ میں مزید بشارتوں سے نوازتا چلا گیا۔

(۳). چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک رؤیا میں عجیب نظارہ دکھایا۔ اسے دیکھ کر آپ ورطہ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہے۔ آپ نے دیکھا ایک بلند اور سرسبز درخت ہے۔ اس کا تنا اور شاخیں آسمان کی سمت میں بلند سے بلند تر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ آپ کا مبشر فرزند عبدالسلام نوعمر ہونے کے باوجود اس درخت پر چڑھتا ہے اور پھرتی سے اوپر ہی اوپر چڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اسے تیزی سے درخت پر چڑھتا ہوا دیکھ کر آپ کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں بچہ گر نہ جائے۔ آپ زور زور سے آواز دیتے ہیں سلام اب بس کرو اور نیچے اتر آؤ۔ بچہ آپ کی طرف دیکھتا ہے اور مسکراتے ہوئے کہتا ہے ابا جان فکر نہ کریں۔ یہ کہہ کر وہ پھر اوپر کی طرف چڑھنے لگتا ہے اور چڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور اتنی بلندی پر پہنچ جاتا ہے کہ گویا نظروں سے اوجھل ہو گیا ہو۔

(۴). محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ابھی بچے ہی تھے آپ کے والد حضرت چوہدری محمد حسین صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ ایک بہت دلفریب اور بیش قیمت خلعت کو نہایت خوشنما اور چمکدار نقرئی بٹن لگا رہے ہیں۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے آپ کی طرف دیکھ کر خوشی سے مسکراتے ہوئے فرمایا یہ خلعت عبدالسلام کے لئے تیار کی جا رہی ہے۔

حضرت چوہدری محمد حسین صاحب اپنے رویا و کشوف اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارتیں اپنی ڈائری میں بھی درج فرماتے تھے اور اپنے ہم وطن نہایت مخلص اور دیندار و تقویٰ شعار احمدی دوست حضرت میاں ناصر علی صاحب (مرحوم) کو بھی عندالملاقات سنا دیا کرتے تھے۔ ۱۹۶۹ء میں حضرت چوہدری صاحب موصوف کی وفات پر حضرت میاں ناصر علی صاحب نے آپ کی سیرت پر مشتمل جو مضمون رقم فرمایا اس میں ان رؤیا و کشوف کا بھی بطور خاص ذکر

کیا۔

(حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو الفضل ۴ مئی ۱۹۶۹ء)

خدائی بشارتوں کی مہتم بالشان تکمیل

آج کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت چوہدری صاحب مرحوم کے جذبہ اخلاص و فدائیت اور شبانہ روز دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا۔ اس نے اپنے فضل خاص کے نتیجہ میں آپ کو آپ کے اس فرزند ارجمند کے عروج و اقبال کے بارہ میں جو بشارتیں دی تھیں۔ وہ بڑی شان کے ساتھ حرف بحرف پوری ہوئیں۔ ان خدائی بشارتوں کے مصداق محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم اپنے محیر العقول سائنسی کارناموں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہوئے اور ایسے مشہور ہوئے کہ شہرت عام اور بقائے دوام کے مستحق ٹھہرے۔ دنیا بھر کے اعلیٰ ترین سائنسی اداروں اور یونیورسٹیوں نے اعلیٰ ترین اعزازات بصد احترام آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ ان اعلیٰ ترین اعزازات میں سے ایک مشہور زمانہ ممتاز اعزاز "نوبیل انعام" بھی ہے۔ آپ کے کارناموں میں سے ایک عظیم الشان کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے تیسری دنیا کے پسماندہ ممالک میں سائنسی علوم کی ترویج کی رو چلانے میں بہت ہمت اور مشقت کا مظاہرہ کیا۔ آپ کی انتھک مساعی اور بے لوث کاوشیں آخر رنگ لائیں۔ بالآخر جہاں آپ تیسری دنیا کی تحقیق کی سہولتوں سے محروم سائنس دانوں کی مزید تعلیم و تربیت اور رہنمائی کے لئے ٹریسٹی (اٹلی) میں سائنسی تحقیق کا ایک بہت بلند پایہ ادارہ قائم کرنے اور اسے کمال خوبی اور مہارت سے چلانے میں کامیاب ہوئے۔ وہاں تیسری دنیا کے دیگر ممالک کے علاوہ علی الخصوص پاکستانی سائنس دانوں کو اعلیٰ ترقیات اور کامیابیوں کے حصول کے قابل بنانے میں آپ نے بہت اہم بلکہ لاثانی کردار ادا کیا اور اس طرح ہمیشہ کے لئے فیض کا ایک چشمہ جاری کر دکھایا۔ آپ نے اپنے رفیع الشان کارناموں اور ان کے آفاق گیر اعتراف کے آئینہ دار لاتعداد اعزازات کے ذریعہ اپنے جان و دل سے پیارے وطن پاکستان کا نام روشن کیا اور ایسا روشن کیا کہ اکیلے ہی اسے چار چاند لگانے کا موجب ہوئے۔ آپ نے وطن کی نیک نامی اور سائنس کے میدان میں اس کی روزافزوں ترقی کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ وار دیا اور اسے اقوام عالم میں سربلند کرنے میں تن تنہا وہ کچھ کر دکھایا جو دوسروں سے بن نہ آیا۔ خدا نے خود اپنی جناب سے آپ کو وہ عزت بخشی کہ دنیا بھر کے چوٹی کے سائنس دانوں نے کسی قسم کے تعصب یا خست سے کام نہ لیتے ہوئے آپ کو سر آنکھوں پر بٹھایا اور آپ کے سامنے احتراماً سر جھکانے میں کمال درجہ کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی کا ثبوت دیا۔ یہ آپ کے رب جلیل کا فضل خاص تھا جو آپ کے شامل حال ہوا۔ وہ رب ذوالجلال والاکرام جسے چاہتا ہے اپنے فضل خاص سے نوازتا ہے اور کوئی نہیں جو اسے اپنے پسندیدہ و برگزیدہ کو اپنے فضل خاص سے نوازنے سے روک سکے۔

خدا تعالیٰ نے اپنی پہلے سے دی ہوئی بشارتوں کے مطابق محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کو قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما کر سائنسی تحقیق و تدقیق کے میدان میں اس لئے اوج کمال کو پہنچایا اور آپ کو دنیا بھر کے چوٹی کے سائنس دانوں میں اس لئے معزز و مفتخر کیا کہ آپ کا وجود مسلمانوں کی سائنسی ترقی کے سابقہ دور کے پھر عود کر آنے کی نوید بن کر ابھرے اور اس خدائی تقدیر کو ایک بار پھر آشکار کر دکھائے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کے دنیا بھر میں غالب آنے کے ساتھ ساتھ مسلمان سائنسی علوم میں اپنی برتری پھر قائم کرنے میں کامیاب ہونگے۔ آپ کی اصل عظمت اس حقیقت میں مضمر ہے کہ آپ مسلمانوں کی سائنسی ترقی کے موعودہ دور کے نقیب و پیش رو ہیں اور اس دور کو عملاً قریب لانے میں اولیت کا فخر آپ ہی کو حاصل ہے اور ہمیشہ حاصل رہے گا۔ اس دور کے آنے کی بشارت دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

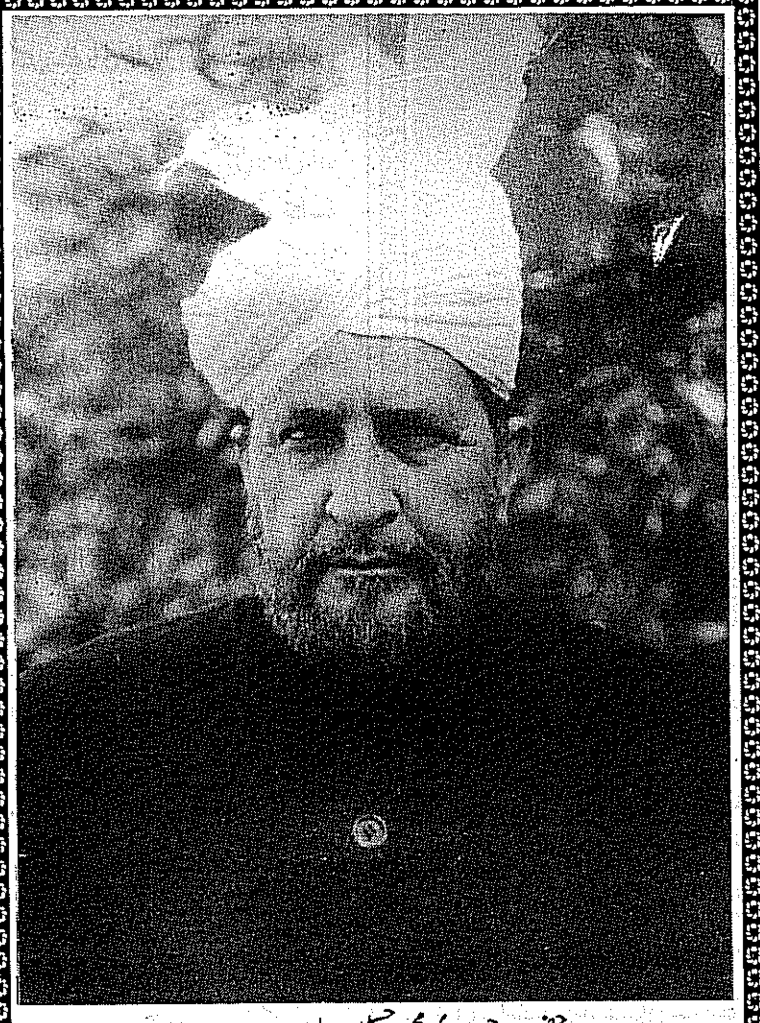

حضرت چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم

"میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے"۔

(تجلیات الٰہیہ)

سائنسی علوم کے میدان میں یہ پیش خبری اولاً جس وجود کے ذریعہ بڑی شان سے پوری ہوئی ہے وہ بلاشبہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا ہی وجود ہے "ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"۔

سیرت و کردار کے بعض درخشاں پہلو

اللہ تعالیٰ کی پہلے سے دی ہوئی بشارتوں کے مطابق عظیم الشان سائنسی کارنامے سرانجام دینے اور شہرت عام کے بل پر بقائے دوام حاصل کرنے والے اس عظیم سائنس دان کے فیض رساں وجود کو اللہ تعالیٰ نے دل موہ لینے والی سیرت اور حسین کردار سے مزین فرمایا تھا۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے عظیم کارناموں اور سیرت و کردار سے متاثر ہو کر دنیا بھر کے بڑے بڑے سائنس دان اور مملکتوں کے حکمران و سربراہان ہی آپ کی تعریف میں رطب اللسان نہیں تھے بلکہ احد من الناس قسم کے چھوٹے سے چھوٹے انسانوں میں سے جسے بھی آپ سے ملنے کا اتفاق ہوتا آپ کے حسن اخلاق اور عاجزی و انکساری کے اوصاف سے متاثر ہو کر آپ کا گرویدہ ہوئے بغیر نہ رہتا۔ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے تو آپ قلبی وابستگی کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ اطاعت گزار تھے ہی قرآنی احکام کے مطابق آپ والدین کی خدمت و اطاعت کے ذریعہ ان کی خوشنودی اور دعائیں حاصل کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے اور انہیں ہر ممکن سہولت و آسانی اور آرام پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ پھر اپنے وطن عزیز پاکستان کی محبت بھی آپ کے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی تھی اور آپ اسے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کی راہوں پر گامزن کر کے اقوام عالم میں بلند مقام پر پہنچانے کے دل سے متمنی تھے۔ ہر چند کہ تعمیر و ترقی کی آپ کی تجاویز کو وہ پذیرائی نہ ملی جو ملنی چاہئے تھی پھر بھی آپ نے تن تنہا ملک و قوم کو ممکن حد تک فائدہ پہنچانے اور اسے ترقی کی راہ پر ڈالنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ وطن تو پھر وطن تھا اور اس کے لئے آپ کا تن من دھن ہر وقت حاضر تھا اور آپ نے اپنا سب کچھ وطن عزیز کی عزت و عظمت کے لئے وقف کئے رکھا، آپ تو تیسری دنیا کے ملکوں کی فلاح و بہبود کے لئے بھی ہمیشہ کوشاں رہے اور اپنے وطن کے سائنس دانوں کے ساتھ ساتھ تیسری دنیا کے پسماندہ ملکوں کے ہزاروں سائنس دانوں کو اٹلی کے مقام ٹریسٹی میں قائم کردہ سائنسی ریسرچ کے اپنے ادارہ میں تحقیق کی جدید ترین سہولتیں بہم پہنچا کر انہیں اس قابل بنایا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں کی خدمت انجام دے سکیں۔

خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستگی

خلافت احمدیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی آپ کے اس پختہ ایمان کا ایک شیریں ثمر تھی کہ آپ کی یہ تمام تر کامیابیاں عالمگیر غلبہ اسلام کی آسمانی تقدیر کا ایک حصہ ہیں اور آپ کو ان کامیابیوں کا اہل بنانے والے خدائی فضلوں کو جذب کرنے میں خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور آپ کے والدین کی عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کا بہت دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ آپ کی عقیدت و وابستگی ایک عجب عاشقانہ رنگ کی حامل تھی۔ آپ کو ایک خاص وجہ سے ابتداء ہی میں سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر التفات کا مورد بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہ اس طرح کہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے ۱۹۳۹ء میں خلافت جوبلی فنڈ کی رقم ایسے طلباء کو تعلیمی وظائف دینے کے لئے وقف کر دی تھی جو میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کے امتحانات میں یونیورسٹی بھر میں اول پوزیشن حاصل کریں۔ محترم پروفیسر صاحب نہ صرف ہر امتحان میں اول آکر بلکہ تمام سابقہ ریکارڈ توڑ کر جملہ وظائف کے حقدار قرار پائے۔ حضرت المصلح الموعودؓ کو شروع ہی سے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ نوجوان خدائے قادر و عزیز کے فضل خاص کے نتیجہ میں جلد جلد ترقی کے منازل طے کر کے اوج کمال کو پہنچے گا۔ چنانچہ آپ حضورؓ کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کے مورد بنتے چلے گئے۔ جب حضور نے ۱۹۴۹ء میں محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کا نکاح پڑھایا تو خطبہ نکاح میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ہر باپ اپنے بیٹے کی تعریف کرتا ہے۔ عزیز کے والد نے بھی ایسی ہی توقعات کا ذکر کیا تھا۔ الحمدللہ کہ عزیز سلمہ نے ان سب توقعات کو پورا کرنے کی توفیق پائی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"۔

گورنمنٹ کالج لاہور سے ریاضی میں ایم اے کرنے کے بعد آپ تین سال کے وظیفے پر ریاضی کی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے کیمبرج یونیورسٹی (انگلستان) چلے گئے۔ وہاں آپ نے تین سال کی بجائے دو سال ہی میں بی اے آنرز ریاضی (ٹرائی پوز) کی ڈگری حاصل کر لی۔ آپ نے ایک سال کا بقیہ وظیفہ چھوڑ کر وطن واپس آنا چاہا اور اس بارہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ سے مشورہ مانگا۔ حضورؓ نے ازراہ شفقت تحریر فرمایا "ہمارے نزدیک یہ آپ کی بزدلی ہوگی اگر ملا ہوا وظیفہ چھوڑ کر آپ واپس آتے ہیں"۔ حضور نے اپنے مکتوب میں دعاؤں سے بھی نوازا۔ آپ نے ایف اے کے بعد فزکس کا مضمون نہیں پڑھا تھا اور اس پر چھ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ حضورؓ کے ارشاد کی تکمیل میں آپ نے بی اے آنرز (فزکس) کا تین سال کا کورس صرف ایک سال میں مکمل کرنے پر کمر باندھی۔ اللہ پر توکل اور حضورؓ کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں آپ نے بفضل اللہ تعالیٰ تین سال کے کورس پر صرف ایک سال میں عبور حاصل کر کے نہ صرف بی اے آنرز (فزکس) کا امتحان پاس کیا بلکہ اول پوزیشن بھی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ فزکس میں پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کرنا چاہتے تھے۔ کورس تین سال کا تھا اور وظیفہ کا صرف دو سال کے لئے انتظام ہو سکا۔ آپ نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے کیمبرج یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ پہلے سال کے دوران آپ نے ایٹمی ذرات پر تحقیقی مقالہ لکھا اور ان ذرات کے متعلق بعض ایسے نظریات پیش کئے کہ ان

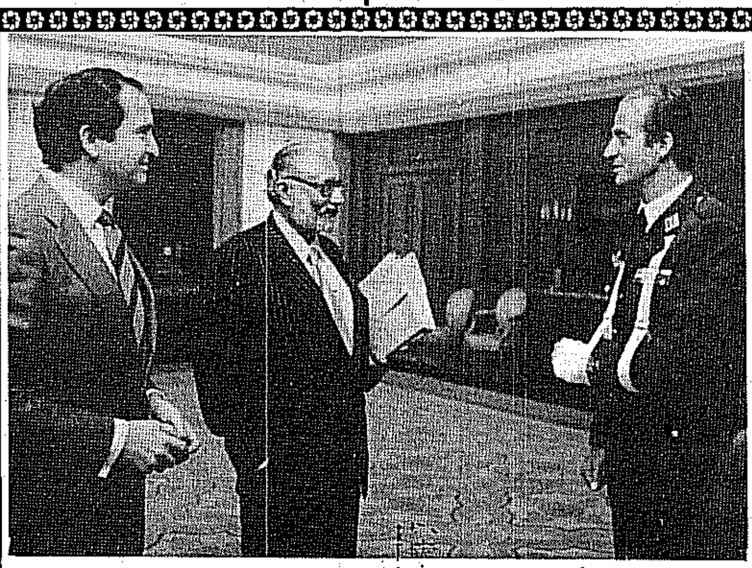

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، سویڈن کے بادشاہ کے ساتھ

کے اساتذہ ورطہ حیرت میں پڑے بغیر نہ رہے۔ انہوں نے یکسر جدید نظریات پر مشتمل یہ مقالہ طبیعیات کے مشہور عالم سائنس دان پروفیسر آئن سٹائن کے پاس امریکہ بھیج دیا۔ انہوں نے یہ مقالہ اپنے نائب پروفیسر ڈاٹسن کے حوالہ کیا کہ وہ اسے پڑھ کر اپنی رائے سے مطلع کریں۔ پروفیسر ڈاٹسن پہلے ہی ان ذرات پر تحقیق کر رہے تھے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جو بات ان سے حل نہ ہو سکی تھی اس کا حل طبیعیات کے اس ایشیائی طالب علم کے مقالہ میں موجود ہے۔ انہوں نے پروفیسر آئنسٹائن سے مقالہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ طالب علم ہے تو ایشیائی لیکن ہے بڑا غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک۔ پروفیسر ڈاٹسن کو ایڈنبرا میں لیکچر کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ وہ جب امریکہ سے ایڈنبرا پہنچے تو انہوں نے محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو وہاں بلا بھجوایا۔ آپ سے نہ صرف ملاقات کی اور نہ صرف یہ کہ آپ سے آپ کے تحقیقی مقالہ کے اہم نکات سمجھے بلکہ ایڈنبرا میں آپ سے لیکچر بھی دلوایا۔ امریکہ واپس جاکر جب انہوں نے پروفیسر آئن سٹائن کو رپورٹ دی تو پروفیسر موصوف نے محترم ڈاکٹر صاحب موصوف اور آپ کے نگران استاد کو لکھا کہ وہ دونوں دوسرے سال کا بقیہ حصہ ان کے خرچ پر امریکہ آکر ان کی یونیورسٹی میں گزاریں۔ اس طرح محترم پروفیسر ڈاکٹر صاحب موصوف کو طبیعیات کے سب سے بڑے ماہر کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ تیسرا سال گزارنے کے لئے آپ امریکہ سے کیمبرج واپس آئے۔ تیسرے سال کے لئے وظیفہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے لئے کیمبرج یونیورسٹی میں موجود رہ کر تھیسس (پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کا اصل مقالہ) مکمل کرنا ممکن نہ تھا۔ یونیورسٹی نے آپ کی غیر معمولی لیاقت اور نہایت درجہ کار آمد اور یکسر نئی تحقیق کے پیش نظر اپنے قواعد و ضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آپ کو اس امر کی اجازت دے دی کہ آپ اپنا تھیسس (Thesis) پاکستان میں مکمل کر کے اسے وہیں سے بھجوا دیں۔ چنانچہ ۱۹۵۲ء میں آپ کو کیمبرج یونیورسٹی نے بڑے اعزاز کے ساتھ فزکس میں پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری دی۔

اعزازات کی بارش

آپ کے تھیسس اور سائنس کے دیگر تحقیقی مقالوں کی ایسی دھوم مچی کہ آپ کو سائنسی تحقیق کے عالمی شہرت کے حامل تمغے اور اعزازات ملتے چلے گئے۔ ۱۹۵۵ء میں اقوام متحدہ نے آپ کو ایٹم برائے امن کی پہلی کانفرنس کے لئے سیکرٹری چنا۔ ۱۹۵۷ء میں آپ امپیریل کالج کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۱ سال تھی۔ اس سے پہلے کسی انگریز کو بھی اتنی عمر میں اتنا بڑا عہدہ نہیں ملا تھا۔

پنجاب یونیورسٹی نے دسمبر ۱۹۵۷ء میں ڈی۔ ایس۔ سی کی اعزازی ڈگری آپ کی خدمت میں پیش کی۔ حکومت پاکستان نے بیس ہزار روپے کا انعام اور ایک تمغہ دیا۔ ۱۹۵۹ء میں حکومت پاکستان نے ستارہ پاکستان کا اعزاز پیش کیا۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو انگلستان میں ہائی کمشنر پاکستان نے ایک خصوصی تقریب میں صدر مملکت کی حسن کارکردگی کی سند آپ کی خدمت میں پیش کی۔ دنیا بھر میں آپ پہلے مسلمان تھے جنہیں رائل سوسائٹی لندن نے اپنا فیلو بنایا۔ الغرض خدا کے فضل و کرم سے تمغوں، انعامات اور اعزازات کا ایک تانتا بندھ گیا۔ یہ تو ابھی ابتداء تھی خدا نے عالمی شہرت کے اور بھی زیادہ بڑے وقیع اعزازات آپ کے لئے مقدر کر رکھے تھے۔ جو آگے چل کر آپ کو ملے اور اس کثرت سے دنیا کے ہر علاقے اور ملک میں ملے کہ گویا انعامات کی بارش برستی چلی گئی۔

مشہور عالم نوبل پرائز کا حصول

بارش کی طرح برسنے والے وقیع سے وقیع تر اور ارفع سے ارفع تر انعامات کا یہ سلسلہ خلافت ثانیہ کے زمانہ سے شروع ہو کر خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ کے زمانوں تک ممتد ہوتا چلا گیا۔ ان میں سے سب سے اعلیٰ و افضل اور عالمگیر اہمیت کا حامل اعزاز نوبیل انعام کا حصول تھا جو آپ نے کائنات میں جاری و ساری قوتوں کے ایک ہی قوت سے متخرج ہونے کے سلسلہ میں ایک درمیانی کڑی سے متعلق بہت محیرالعقول و گرانقدر ریسرچ کے صلہ میں حاصل کیا اور اس شان سے حاصل کیا کہ دنیا بھر کے چوٹی کے سائنس دان آپ کی غیر معمولی طور پر حیرت انگیز تخلیقی و تعمیری اور تحقیقی صلاحیتوں کا اعتراف کئے بغیر نہ رہے۔ اس انعام کے حصول کے بعد آپ سائنسی دریافتوں کے میدان میں پاکستان اور دیگر اسلامی ملکوں کے ہی نہیں بلکہ تیسری دنیا کے ہیرو اور یگانہ روزگار وجود کے طور پر ابھرے اور مشرق و مغرب کے تمام چوٹی کے سائنس دانوں اور دیگر دانشوروں اور مملکتوں کے سربراہوں نے آپ کی خدمت میں خراج تحسین و عقیدت پیش کیا۔ عالمی سطح کا یہ اعزاز و اکرام اور تعظیم و تکریم کا انتہائی وسیع اہتمام و انصرام خدا تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں کو جذب کرنے والی خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ اور محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے والدین کی مقبول دعاؤں کا ثمرہ تھا۔

محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے بھائی برادرم عبدالرشید صاحب مقیم لندن نے ایک ملاقات میں خاکسار کو بتایا کہ ۱۹۶۹ء میں آپ کے والد محترم چوہدری محمد حسین صاحب کی وفات کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب موصوف اور ان کے سب بھائی مل کر ملاقات کی غرض سے سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ملاقات کے دوران محترم ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس امر کا کسی قدر تاسف کے ساتھ ذکر کیا کہ والد صاحب محترم کی وفات سے ہم ان کی متضرعانہ دعاؤں سے محروم ہو گئے ہیں۔ وہ سب بہن بھائیوں کے لئے بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا میں پہلے ہی آپ سب کے لئے دعائیں کرتا ہوں اب اور زیادہ تعہد کے ساتھ دعائیں کیا کروں گا۔ حی و قیوم خدا کے فضلوں کا ہمیشہ امیدوار رہنا چاہئے اور اس کے حضور بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ حضورؒ نے محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خدا آپ کو نوبیل انعام حاصل کرنے کی توفیق ضرور عطا فرمائے گا۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف فزکس کی دنیا میں سال بہ سال نت نئے نظریات پیش کرتے اور ان کے ثبوت فراہم کرتے رہے اور دنیا میں آپ کے کام اور نام کے ڈنکے بھی بجتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۷۸ء کا سال آ گیا۔ ایک ملاقات کے دوران سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر صاحب موصوف سے فرمایا مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ اس سال تو آپ کو نوبیل انعام نہیں ملے گا لیکن اگلے سال یعنی ۱۹۷۹ء میں آپ کو یہ انعام ضرور مل جائے گا۔ جب خدائی بشارت کے مطابق اگلے سال آپ کو نوبیل انعام کا حق دار قرار دے دیا گیا تو اس بارہ میں باضابطہ اطلاع موصول ہونے پر آپ نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ آپ سیدھے مسجد فضل لندن گئے اور وہاں اپنے ارحم الراحمین، احسن الخالقین، رب العالمین صادق الوعد خدائے قادر و کریم کے حضور سجدہ شکر بجا لائے۔

بعد ازاں خلافت رابعہ کے موجودہ زمانہ میں بھی آپ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پیہم ملاقاتیں کر کے حضور کو اپنی جدید تحقیق اور یکسر نئے نظریات سے آگاہ کر کے حضور سے دعاؤں کی درخواست کرتے رہے۔ آپ نے ریسرچ کا سلسلہ جاری رکھا اور طبیعیات میں مزید انقلاب انگیز جدید نظریات پیش کئے جن کی صحت کو جانچنے اور پرکھنے پر دنیا کی بڑی بڑی سائنسی تجربہ گاہوں میں کثیر رقوم خرچ کی جا رہی ہیں اور اس سلسلہ میں بہت وسیع پیمانہ پر تجربات کا سلسلہ جاری ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ مستقبل میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو آپ کے ان جدید انقلاب انگیز نظریات پر بعد از وفات ایک اور نوبل انعام کا حقدار قرار دے دیا جائے۔

والدین کی خدمت اور اطاعت گزاری

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی سیرت کا ایک اور نہایت درخشندہ پہلو یہ تھا کہ آپ نے دنیا میں بہت بلند مرتبہ حاصل کرنے، سائنسی تحقیق میں مستغرق رہنے اور اس بناء پر نہایت مصروف الاوقات ہونے کے باوجود والدین سے والہانہ محبت کرنے، حتی المقدور ان کی خدمت بجالانے، انہیں ہر ممکن سہولت و آرام پہنچانے اور ان کی اطاعت گزاری کا حق ادا کرنے میں کمال کر دکھایا۔ اس کی تصدیق خود ڈاکٹر صاحب محترم کے برادران کرام نے عندالملاقات کی۔ آپ کی سیرت کے اس درخشاں پہلو پر ایمان افروز واقعات کے رنگ میں تفصیلی روشنی آپ کے بھائی اور دیگر عزیز ہی ڈال سکتے ہیں البتہ اس ضمن میں ایک اہم واقعہ آپ کے والد محترم حضرت چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم کے سوانح حیات مرتبہ شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی میں ایسا درج ہے جس سے محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کی سیرت کا یہ پہلو بہت نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے۔ اس مضمون میں میں اس کے ذکر پر ہی اکتفا کروں گا۔ جب محترم ڈاکٹر صاحب موصوف امپیریل کالج لندن میں پروفیسر مقرر ہوئے تو آپ نے اپنے والدین کو پاکستان سے لندن بلوانے اور انہیں اپنے پاس رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس غرض سے آپ نے لندن کے علاقہ پٹنی میں ایک مکان خریدا۔ یہ مکان امپیریل کالج سے بہت فاصلہ پر واقع تھا۔ آپ کے ایک ساتھی نے آپ سے کہا آپ کو تو مکان ایسے علاقہ میں خریدنا چاہئے تھا جہاں سے آپ کو امپیریل کالج آنے جانے میں آسانی ہوتی۔ پٹنی کے علاقہ سے کالج آنے جانے میں خاصا وقت خرچ ہو جایا کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ لندن اور اس کے گرد و نواح کے اعلیٰ سے اعلیٰ علاقہ میں مکان خرید کر بہت ٹھاٹھ سے زندگی بسر کر سکتے تھے پھر آپ نے پٹنی کے علاقہ کو کیوں ترجیح دی؟ اس کا جواب آپ نے اپنے ایک ساتھی کو یہ دیا کہ میں نے مکان اپنے والدین کی سہولت کے پیش نظر خریدا ہے۔ میرے والد نماز با جماعت کے بہت پابند ہیں۔ جو روحانی تسکین انہیں نماز با جماعت ادا کرنے سے حاصل ہوتی ہے وہ گھر پر اکیلے نماز ادا کرنے سے نہیں ہو سکتی۔ میں نے مکان ایک ایسے علاقہ میں خریدا ہے جہاں سے مسجد فضل قریب ہے وہاں سے انہیں مسجد آنے جانے میں سہولت رہے گی۔ میرا کیا ہے میں تو لمبا فاصلہ طے کر کے کالج بہرحال پہنچ ہی جایا کروں گا۔

ایک اور امر جس سے اپنے والدین سے آپ کی والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے یہ ہے کہ آپ کی یہ شدید خواہش تھی کہ آپ جب وفات پائیں تو اپنے والدین کی آخری آرام گاہ کے قرب میں مدفون ہوں۔ چنانچہ بہشتی مقبرہ ربوہ کے اس قطعہ میں جس میں آپ کے والدین کے مزار ہیں ایک خالی جگہ (درخواست کر کے) اپنے لئے مخصوص کرالی تھی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کی تدفین اسی قطعہ میں ہوئی۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

ماریشس میں احمدیت

جامعۃ المبشرین ربوہ میں ۲ دسمبر ۵۵ء کو ایک خصوصی تقریب منعقد ہوئی جس کی رپورٹ ایک پرانی اشاعت سے روزنامہ "الفضل" ۳ مارچ میں منقول ہے۔ اس تقریب میں ماریشس کے جن مہمانوں نے شرکت کی ان میں محترم محمد عظیم سلطان غوث صاحب بھی شامل تھے جو ان تین خوش قسمت احباب میں سے ایک ہیں جن کے ذریعہ ماریشس میں جماعت احمدیہ کی بنیاد پڑی۔ انہوں نے اپنے بارے میں بتایا کہ میں ۱۹۱۳ء میں ایک سکول ٹیچر کے طور پر ملازم ہوا تھا۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر نور محمد نوریا صاحب ایک رسالہ نکالتے تھے اور اس رسالے کے ساتھ تبادلہ میں ایک رسالہ "کریسنٹ" آتا تھا جس میں ایک دفعہ "ریویو آف ریلیجنز" کا اشتہار شائع ہوا۔ میں نے قادیان خط لکھا تو مجھے ریویو کے چند پرچوں کے علاوہ "ازالہ اوہام" اور دو دیگر کتب موصول ہوئیں۔ جو میں نے نور محمد صاحب اور اپنے ماموں سبحان محمد رجب علی صاحب کو پڑھائیں اور ہم تینوں نے مل کر قادیان میں بیعت قبول کئے جانے کی درخواست ارسال کی جسے حضرت خلیفہ ثانیؓ نے قبول فرمایا۔ ۱۵ء میں ہم نے ماریشس میں مربی بھجوانے کی درخواست کی تو جولائی ۱۵ء میں حضرت صوفی غلام محمد صاحب کو وہاں بھجوادیا گیا۔

ماریشس کے احمد یداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے حوالے سے بتایا کہ حسن اتفاق ہے کہ ماریشس نہ صرف زمین کا کنارا سمجھا جاتا ہے بلکہ ماریشس کا ایک علاقہ جس کا فرانسیسی نام Le Bout du Monde ہے، اس کا مطلب ہی "دنیا کا کنارا" ہے۔

ایک اور مہمان مکرم عبدالرحیم صاحب سوکیا نے بیان کیا کہ میرے بڑے بھائی احمد حسین سوکیا ۲۷ء میں قادیان گئے تھے تو ان سے امرتسر کے ایک غیر احمدی عالم نے سوال کیا کہ "تم کیوں احمدی ہوئے ہو؟ کیا معجزہ دیکھا ہے؟" انہوں نے کہا "میں خود احمدیت کا زندہ معجزہ ہوں" اور اس عالم سے پوچھا "کیا آپ جانتے ہیں کہ ماریشس کہاں ہے" اُس نے کہا "نہیں"۔ احمد حسین صاحب نے کہا "یہی احمدیت کا معجزہ ہے کہ ایسے ایسے ملکوں سے لوگ یہاں کھنچے چلے آرہے ہیں جن کے محل وقوع کا بھی آپ کو علم نہیں"۔

۔......☆......☆......☆......۔

مجاہد کی کہانی۔ مجاہد کی زبانی

حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی کی وفات پر حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے جو مضمون لکھا وہ ایک پرانی اشاعت سے روزنامہ "الفضل" ۵ مارچ میں منقول ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ مولوی نذیر احمد علی صاحب ۳۶ء میں دوبارہ غانا کیلئے روانہ ہوئے تو میں بھی آپکے ہمراہ تھا۔ راستہ میں مولوی صاحب سخت بیمار ہوگئے۔ جہاز کے ڈاکٹر نے کہا کہ انہیں سِل ہے اور اس لئے نہ صرف جہاز میں الگ رکھا گیا بلکہ راستہ میں ہی مارسیلز میں اتار دیا گیا۔ آپ بہت نحیف ہوچکے تھے حتی کہ خود چل پھر بھی نہ سکتے تھے۔ میں انہیں لے کر ایک ہوٹل میں پہنچا۔ زبان سے ناواقفیت کی بناپر بہت مشکل پیش آئی اور حیران تھا کہ علاج کیسے کرواؤں گا۔ اتفاقاً وہاں ایک مصری آگیا جو مولوی صاحب کا واقف تھا، وہ ہمیں ایک ڈاکٹر کے پاس لے گیا جس نے بتایا کہ مولوی صاحب کو سِل نہیں ہے بلکہ اعصابی کمزوری ہے۔ چنانچہ چند روزہ علاج سے مولوی صاحب تندرست ہوگئے اور ہم دوبارہ عازم سفر ہوکر غانا پہنچے۔ چونکہ غانا میں اس وقت کوئی مرکزی مبلغ نہ تھا اس لئے جماعت کی مالی اور تربیتی حالت کو بہتر بنانے کے لئے حضرت مولوی صاحب کو بہت محنت کرنی پڑی۔ ۳۷ء میں آپ نے سالٹ پانڈ میں احمدیہ مشن کا افتتاح کیا تو اس میں ۳ ہزار احمدی شامل ہوئے۔ اکتوبر ۳۷ء میں آپ نے سیرالیون جاکر نئے مشن کی بنیاد رکھی اور ۴۴ء تک وہاں مقیم رہے۔ پھر چند سال مرکز میں گزار کر افریقہ بھجوائے گئے لیکن شدید بیماری کی وجہ سے ۵۰ء میں واپس بلالئے گئے۔ مئی ۵۴ء میں پھر سیرالیون بھجوائے گئے جہاں چند ماہ بعد شدید بیماری کے حملہ کے بعد انہوں نے وفات پائی اور سیرالیون میں ہی دفن ہوئے۔ اپنی زندگی میں انہوں نے کئی بار اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میدان تبلیغ میں انکی وفات ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خواہش پوری فرمادی۔

۔......☆......☆......☆......۔

محترم قاضی عبدالحمید صاحب

حضرت قاضی عبدالحمید صاحب ۱۱ فروری ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار سکول کے ذہین ترین طلباء میں ہوتا تھا چنانچہ درجہ چہارم سے بی۔اے آنرز اور پھر وکالت کے امتحان تک وظیفہ حاصل کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۶ء میں انگریزی زبان میں ایک پندرہ روزہ رسالہ "سن رائز" جاری فرمایا اور محترم قاضی صاحب ۳۲ء میں اس وقت اس کے ایڈیٹر مقرر ہوئے جب رسالہ قادیان سے لاہور منتقل کیا گیا۔ آپ نے سالہا سال اس خدمت کو نبھایا۔ ۳۰ء میں آپ نے اپنی خدمات کشمیر کمیٹی کے سپرد کردیں اور مجاہدین کشمیر کے مقدمات کی پیروی بلا معاوضہ کرتے رہے۔ سلسلہ کی متعدد کتب کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ سلور جوبلی کے موقعہ پر آپ کے کام کی تعریف کی۔ محترم قاضی صاحب ۴۹ء سے ۷۵ء تک PLD کے بھی ایڈیٹر رہے جو قانون دانوں کے لئے شائع ہونے والا بہت اہم رسالہ ہے۔ آپ کا ذکر خیر محترم ڈاکٹر قاضی منور احمد صاحب کی کتاب "کرم الٰہی" سے روزنامہ "الفضل" ۶ مارچ میں منقول ہے۔

۔......☆......☆......☆......۔

صحابہ رسول ﷺ کی فیاضی و غریب پروری

حضرت ابو قتادہؓ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک انصاری کا جنازہ لایا گیا۔ آنحضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اس پر کوئی قرض ہے؟ عرض کیا گیا "ہے"۔ فرمایا کیا کچھ ترکہ بھی چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا "نہیں"۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ جنازہ پڑھ لیں۔ حضرت ابو قتادہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر میں اس کا قرض ادا کردوں تو حضورؐ جنازہ پڑھائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں" چنانچہ ابو قتادہؓ نے اپنے گھر سے روپیہ لاکر مرحوم بھائی کا قرض بے باق کردیا۔

حضرت سعد بن عبادہ سے ایک ضعیفہ نے عرض کیا "میرے گھر پر چوہے نہیں ہیں" (یعنی اناج وغیرہ کچھ نہیں ہے)۔ آپؓ نے ضعیفہ کے سوال کرنے کے طریق کو پسند فرمایا اور اس کا گھر غلہ اور خوردنی اشیاء سے بھردیا۔

ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ نے مسجد میں ایک شخص دیکھا جو دعا کررہا تھا کہ خدایا مجھے دس ہزار درہم عنایت فرما۔ آپؓ گھر واپس تشریف لائے اور اسے یہ رقم بھجوادی۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے ایک غلام کو باغ میں کھانا کھاتے دیکھا جو ساتھ ساتھ ایک کتے کو بھی کھلاتا جارہا تھا، حتی کہ آدھی روٹی اس نے کھائی اور آدھی کتے نے۔ حضرت امام حسنؓ نے اس سے فرمایا کہ تم کتے کو دھتکار کیوں نہیں دیتے۔ اس نے کہا ایسا کرنے سے مجھے شرم آتی ہے۔ آپؓ اسکی بات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ غلام اور باغ اسکے مالک سے خرید کر غلام کو آزاد کردیا اور باغ اسے ھبہ کردیا۔ غلام نے عرض کیا کہ جس خدا کی خاطر آپ نے مجھے آزاد کیا ہے میں یہ باغ اسی کی راہ میں دیتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ آپ کسی غریب کو شامل کئے بغیر کھانا نہ کھاتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی فیاضی کے بعض واقعات (مرتبہ: محترم رحمت اللہ شاکر صاحب) روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۴ مارچ کی زینت ہیں۔

۔......☆......☆......☆......۔

☆☆ روزنامہ "الفضل" ۲۵ فروری کے مطابق محترمہ اسماء خالد صاحبہ نے M.Sc باٹنی کے امتحان میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن لی ہے۔

☆☆ روزنامہ "الفضل" ۱۷ مارچ میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق محترمہ صدیقہ ریحانہ صاحبہ کو B.Sc میں اول آنے پر طلائی تمغہ دیا گیا ہے۔

۔......☆......☆......☆......۔

جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والے احباب میں بہت سے ایسے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حیران کن ذرائع سے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اس سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔

مولوی غلام حسین صاحب ہانڈو گوجر ضلع لاہور میں امام مسجد تھے اور عالم باعمل، حافظِ قرآن، حدیث و فقہ اور فارسی پر عبور رکھنے کی وجہ سے بہت عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ آپکے پاس ایک سیلانی سید راجن شاہ رہا کرتے تھے جو وقتاً فوقتاً چند ہفتوں اور مہینوں کے لئے سفر پر نکل جاتے اور پھر واپس آجاتے۔ ایک بار وہ واپس آئے تو روداد سفر بیان کرتے ہوئے تحصیل بٹالہ کے گاؤں قادیان کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ "وہاں ایک بہت بڑے مولوی صاحب کی زیارت نصیب ہوئی ہے، عجیب نورانی شکل ہے، حلیم، بردبار، شریف النفس، مہمان نواز اور عالم باعمل ہیں"۔ شاہ صاحب قادیان سے دو کتابیں بھی ہمراہ لائے جن میں سے ایک "کشتی نوح" تھی۔ یہ غالباً ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔ مولوی صاحب نے کتاب پڑھی اور اپنے ایک شاگرد کو ہمراہ لے کر قادیان پہنچ گئے۔ مسجد مبارک میں نماز ادا کی اور حضرت اقدسؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور حضورؑ کی خواہش پر قرآن کریم بھی خوش الحانی سے سنانے کی سعادت پائی۔ مولوی صاحب نے قادیان سے الحکم اور البدر اخبارات بھی جاری کروالئے اور قریباً ایک سال بعد قادیان جاکر بیعت کرلی۔ جب واپس گاؤں میں پہنچے تو مخالفت شروع ہوگئی اور آپؓ کو امامت سے علیحدہ کردیا گیا تو آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر دنیاوی عزت اور مناصب کو ٹھکرادیا اور عالم گڑھ ضلع گجرات پہنچ کر وہاں دعوت الی اللہ کا آغاز کیا۔ جلد ہی وہاں جماعت قائم ہوئی جسکے آپؓ پہلے صدر مقرر ہوئے۔ آپؓ کا مختصر ذکرِ خیر محترم عبدالحمید شوق صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹ مارچ ۱۹۹۷ء میں پرانی اشاعت سے منقول ہے۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

آسٹریلیا کا سب سے بڑا انعام تین لاکھ ڈالر کی مالیت کا ہے جسے "آسٹریلیا پرائز" کہتے ہیں۔ اس سال یہ انعام تین سائنسدانوں کو مشترکہ طور پر بین الاقوامی ٹیلی مواصلات (International Telecommunication) کے سلسلہ میں غیر معمولی کام کرنے پر ملا ہے۔ پروفیسر راڈنی ٹکر ان میں سے ایک ہیں۔ آپ انجینئر ہیں اور ملبورن یونیورسٹی کے Photonic Research Laboratory کے ڈائریکٹر ہیں۔ آپ ایسی لیزر ٹیکنالوجی بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں جس سے جدید آپٹیکل فائبر کی ٹیلی مواصلات کے پیغام بھیجنے کی صلاحیت دس گنا بڑھ جاتی ہے۔ ان سائنسدانوں نے Digital Transmission کو بھی مزید تیز رفتار کردیا ہے۔ پروفیسر ٹکر نے دعویٰ کیا ہے کہ ٹیلی مواصلات کی صنعت اب ایسے انقلابی دور میں داخل ہوچکی ہے کہ دنیا بھر کے فون عالمی ٹیلی مواصلاتی نظام کا صرف ایک فیصد حصہ استعمال کریں گے جس کی وجہ سے بین الاقوامی فون تقریباً مفت ہوجائیں گے۔ مزید برآں یہ کہ آسٹریلیا کے شہری انٹرنیٹ کے پیچیدہ اور ترقی یافتہ نظام سے مستفید ہوں گے جس کے ذریعہ ان کی رسائی گھر بیٹھے ٹی-وی، ریڈیو، لائبریریوں، رسائل بلکہ روزانہ نکلنے والے اخبارات تک ہو جائے گی۔ آپ کو اتنا بھی نہیں کرنا پڑے گا کہ اخبار اٹھانے کے لئے کمرہ سے باہر نکلیں بلکہ ناشتہ کی میز پر ہی ایک بٹن دبانے سے جو اخبار آپ چاہیں گے اپنی اصل شکل میں آپ کے سامنے آجائے گی۔ (ماخوذاز "سڈنی ہیرلڈ" ۱۱ فروری ۹۷ء)

اس وقت آپ دنیا بھر کی یونیورسٹیوں کے پروفیسروں کے لیکچر گھر بیٹھے سنیں اور جو کورس کرنا چاہیں کرلیں۔ بنکوں اور تجارتی اداروں سے لین دین کریں۔ دفتر کا کام کمپیوٹر پر فائل طلب کرکے گھر ہی پر نپٹالیں۔ لیکن برے پہلو بھی ساتھ ساتھ چلتے ہیں گمراہ کن پراپیگنڈا اور فحش پروگرام کو روکنا بھی مشکل ہوگا۔

تب ہمارا MTA مع پوری تصویر ہر گھر کے انٹرنیٹ پر آئے گا بلکہ انٹرنیٹ پر مذاہب عالم کا دنگل ہوگا جن کو دلچسپی ہوگی دیکھیں اور سنیں گے۔ تبلیغ کے لئے ایک اہم ذریعہ ہاتھ میں آجائے گا۔ ایک بٹن دبانے سے لاکھوں لوگوں تک پیغام پہنچ جائے گا اور خرچ بھی نہ ہونے کے برابر ہوگا۔ انتشار علوم اس کثرت سے ہوگا کہ "اذا الصحف نشرت" کا نظارہ دنیا ایک اور رنگ میں دیکھے گی اور ساتھ ہی "لیظھرہ علی الدین کلہ" کا بھی۔ انشاء اللہ دنیا بھر کی لائبریریوں کی طرح ہماری مرکزی لائبریریاں بھی انٹرنیٹ پر منتقل ہوں گی۔ گھر بیٹھے ربوہ اور قادیان کی لائبریریوں سے استفادہ ممکن ہوجائے گا۔ الغرض دنیا جہان کی ہر چیز سمٹ کر انٹرنیٹ پر آچکی ہوگی۔

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

2/5/97 - 11/5/97

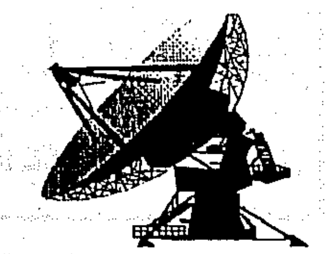

24 DHUL HAJ
Friday 2nd May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Chilidren's Corner -Tarteel-ul-Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Nasirat-ul-Ahmadiyya Rawalpindi Vs Faisalabad (Semi Final) (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 26 (29.3.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira : An Evening With Obaid Ullah Aleem, Mehmood Hall, London (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 2.5.97
14.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 2.5.97
15.15	Computers For Everyone -Part 7
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq
21.30	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 2.5.97 (R)
22.45	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends (R)

25 DHUL HAJ
Saturday 3rd May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Computers For Everyone -Part 7 (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	MTA Variety :Atfal Rally, Pakistan (Part 1)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends -2.5.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 2.5.97
08.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.50	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time: Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, At Fazl Mosque, London (10.10.86)
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -3.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 3.5.97(R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

26 DHUL HAJ
Sunday 4th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Horizon : Tech Talk (No. 11)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (3.5.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
07.00	Siraiki Programme : Quiz "Seerat Khatum -un-Nabiyeen (S.A.W.)"
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question And Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, at Mehmood Hall, London, Organized By Lajna Imaillah, U.K. (21.5.95)
14.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends - 4.5.97
15.30	Around The Globe : All Pakistan Industrial Exhibition (Part 2)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
17.30	Programme about "Ordinance Against Ahmadiyyat in Pakistan"
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Quiz "Seerat Hadhrat Masih-i-Maud (A.S.)"
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya
21.30	Dars-ul-Quran (No. 24) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London.
23.30	LearningChinese

27 DHUL HAJ
Monday 5th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Quiz - "Seerat Hadhrat Masih Maud (A.S.)" (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : All Pakistan Industrial Exhibition (Part 2) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (4.5.97)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Quiz "Seerat Hadhrat Masih-i-Maud (A.S.)" (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 24) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque London, U.K. (R)
08.30	Bait Bazi - Nasirat-ul-Ahmadiyya (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme
14.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	M.T.A Sports -Basket Ball Tournament - Weston Vs Vaughan
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Norwegian

28 DHUL HAJ
Tuesday 6th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA Sports - Basket Ball Tournament - Weston Vs Vaughan (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.55	Liqaa Ma'al Arab - (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London, U.K. (16.2.90)
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (6.5.97)
15.00	Medical Matters : "Headache" Guest : Dr. Lateef Qureshi Host : Dr. Sultan A.Mobashir
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (6.5.97) (R)
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

29 DHUL HAJ
Wednesday 7th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters : "Headache" Guest : Dr. Lateef Qureshi Host : Dr. Sultan A. Mobashir
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (6.5.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme : Bengali Translation of Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (7.5.97)
15.15	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Masih Maud (A.S) : Life of Mir Nasir Nawab Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah - Shami Kabab
21.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (7.5.97) (R)
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

30 DHUL HAJ
Thursday 8th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon : 1) Meet Our Friends: Interview : Miss Colleen Beaumier (M.P) 2) Poem: Recited By Mian M. Naseer (Jalsa Salana Toronto, Canada - 18.6.89)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (7.5.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Sindhi Programme -Sindhi Translation of Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (4.8.95)
08.00	Al Maidah -Shami Kabab (R)
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
10.55	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.00	Quiz Programme : Nasirat-ul-Ahmadiyya Rawalpindi Vs Gujranwala (Final)
15.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 26 (29.3.94) (Part 1)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira : Mehfil-e-Hamd-o-Na'at, Organized by Jamia Ahmadiyya, Rabwah
22.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

1 MOHARRAM
Friday 9th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme - Nasirat-ul-Ahmadiyya- Rawalpindi Vs Gujranwala (Final) (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 26 (29.3.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -Tarteel ul Quran (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira :Mehfil-e-Hamd-o-Na'at, Organized by Jamia Ahmadiyya, Rabwah (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 9.5.97
14.15	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 9.5.97
15.15	Computers For Everyone -Part 8
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq
22.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 9.5.97 (R)
23.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with Urdu Speaking Friends - 9.5.97 (R)

2 MOHARRAM
Saturday 10th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Computer's For Everyone - Part 8 (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	MTA Variety : Atfal Rally, Pakistan (Part 2)
05.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 9.5.97
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 9.5.97 (R)
08.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV at Fazl Mosque, London, U.K. (26.4.85)
14.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -10.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 10.5.97 (R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

3 MOHARRAM
Sunday 11th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Horizon : Tech Talk (No. 12)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 11.5.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat (R)
07.00	Siraiki Programme : Moshaira (Part 1)
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.45	Liqaa Ma'al Arab -(R)
09.50	Urdu Class (R)
10.50	Bengali Programme
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Question Time - Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, Organized By Ansarullah, U.K. (8.7.95) (Part 1)
14.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends - 11.5.97
15.30	Around The Globe : All Pakistan Industrial Exhibition (Part 3)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Programme Waqfeen-e-Nau, Bahawalnagar
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi
21.30	Dars-ul-Quran (No. 25) (1995) by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque London
23.30	Learning Chinese

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. + 44.181.874.8344

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, May 2, 1997 No. 18

۱۶ ویں جلسہ سالانہ آئیوری کوسٹ کا
کامیاب انعقاد

- ☆ ایم-ٹی-اے کی وساطت سے حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی خطاب
- ☆ ۲۷ جماعتوں کے نمائندگان کی شرکت
- ☆ ۱۳ احمدی آئمہ اور ایک احمدی ممبر آف پارلیمینٹ کی شرکت
- ☆ ۸ سے زائد اخبارات کے نمائندگان کی شمولیت
- ☆ احمدیہ بکسٹال پر ایک لاکھ فرانک کے لٹریچر اور کیسٹس کی فروخت
- ☆ قومی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر جلسہ سالانہ کی تشہیر
- ☆ آئمہ اور معلمین کی تربیتی کلاس کا انعقاد

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے امسال جماعت ہائے احمدیہ آئیوری کوسٹ کا جلسہ سالانہ ۴ر اپریل ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک شروع ہوا اور دو روز جاری رہنے کے بعد ۵ر اپریل ۱۹۹۷ء کی شام بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا (الحمد للہ علیٰ ذالک) - امسال کا یہ جلسہ جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ کی تاریخ کا ایک تاریخ ساز اور منفرد جلسہ تھا جس میں کثیر تعداد میں جماعتوں کے نمائندگان اور آئمہ تشریف لائے- اس سے قبل کبھی اتنی بڑی تعداد میں حاضرین اور آئمہ تشریف نہیں لائے تھے- جماعتوں کی نمائندگی کے اعتبار سے بھی جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ میں یہ ایک اہم سنگ میل تھا کہ اس سے قبل کبھی اتنی زیادہ جماعتوں کی نمائندگی نہیں ہوئی تھی- اس سال جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ خطاب تھا جو کہ حضور نے ۵ر اپریل کو آئیوری کوسٹ کے جلسہ کے اختتام پر فرمایا اور یوں MTA کی وساطت سے حضور بھی جلسہ میں رونق افروز ہوئے (الحمد للہ علیٰ ذالک)-

جلسہ سالانہ کی تیاری تو دو ماہ قبل ہی شروع کردی گئی تھی- مکرم و محترم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے صدر خدام الاحمدیہ محترم عبداللہ ودراگو صاحب کو افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا اور ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے جلسہ سے قبل متعدد اجلاسات ہوئے- ذیل میں شعبہ وار مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے:

پریس اینڈ انفارمیشن: جلسہ سالانہ کا پروگرام اور دعوت نامے طبع کروا کے جلسہ سے کافی دن قبل تقسیم کیے گئے، حکومتی ارکان اور اعلیٰ حکام و معزز شخصیات تک پہنچائے گئے- آبد جان اور دیگر بڑے بڑے شہروں اور دیہات میں جلسہ سالانہ کے پوسٹرز اور بینرز آویزاں کیے گئے- جلسہ سے قبل دو اخبارات میں اور جلسہ کے دوران اور بعد میں چار اخبارات میں امیر صاحب کا انٹرویو شائع ہوا- اس طرح کل ۶ اخبارات نے امیر صاحب کے انٹرویو شائع کیے- تین اخبارات میں جماعت کی طرف سے جلسہ سالانہ کے لئے اعلانات شائع کروائے گئے- نیشنل ریڈیو پر دو دفعہ پندرہ پندرہ منٹ کے پروگرام صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور جنرل سیکرٹری صاحب نے پیش کیے جس میں جماعت کا تعارف اور جلسہ سالانہ اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی- اسی طرح جلسہ سے ایک روز قبل نیشنل ٹی-وی پر جنرل سیکرٹری مکرم ادریس کونے صاحب کو ۱۵ منٹ کا پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی جس میں جماعت کا تعارف کرایا گیا اور جلسہ سالانہ اور اس کے پروگراموں پر روشنی ڈالی گئی- جلسہ سالانہ کے دوران آٹھ مختلف اخبارات کے نمائندے جلسہ کی رپورٹنگ کے لئے ہمہ وقت حاضر رہے اور جلسہ کے بعد اب تک چھ اخبارات میں جلسہ کی خبر اور تفاصیل بیان ہو چکی ہیں-

مہمان نوازی: مکرم آدم معاذ کولی بالی صاحب کی زیر قیادت اس شعبہ کے تحت جمعرات، جمعہ اور ہفتہ، تین دن حضرت مسیح موعودؑ کا بابرکت لنگر جاری ہوا اور تمام مہمانوں کو صبح، دوپہر اور شام کھانا کھلایا جاتا رہا- ان کے ہمراہ خدام الاحمدیہ کے مستعد رضاکار ہمہ وقت مہمانوں کی خدمت پر مامور رہے- کھانا پکانے کی ڈیوٹی لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے نہایت مستعدی اور محنت سے سرانجام دی-

رہائش: اس شعبہ کے انچارج مکرم مدیبو تراورے صاحب تھے- مشن ہاؤس اور مسجد میں رہائش کا انتظام کیا گیا-

جلسہ گاہ: اس شعبہ کے انچارج مکرم ڈاکٹر ادریس کونے صاحب تھے- جلسہ کا انتظام مسجد کے ہال میں تھا- سیکرٹری صاحب تزئین و آرائش مکرم عبدالرحمٰن وترا صاحب کے تعاون اور خدام الاحمدیہ کے رضاکاروں کی مدد سے مسجد کو جھنڈیوں، بینرز اور حضرت رسول کریم ﷺ کی احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات پر مشتمل کتبوں سے نہایت خوبصورتی سے عریب دلہن کی طرح سجایا گیا تھا- جلسہ گاہ میں بیٹھنے کے لئے کرسیوں کا مناسب انتظام کیا گیا تھا-

لاؤڈ سپیکر: اس شعبہ کے انچارج مکرم ابوبکر اکانڈے صاحب تھے- مسجد اور اس سے ملحقہ عمارت میں نیز جوبلی ہال میں آواز پہنچانے کا نہایت عمدہ انتظام کیا گیا تھا-

ویڈیو فوٹوگرافی: سیکرٹری ایم-ٹی-اے مکرم یونس اکانڈے صاحب نے اپنے معاونین کی مدد سے جلسہ کی تمام کارروائی کی ویڈیو فلم تیار کی جس میں سے انتخاب کر کے انشاء اللہ ایم-ٹی-اے انٹرنیشنل کو بھجوایا جائے گا- علاوہ ازیں تمام پروگرامز کی فوٹوگرافی بھی کی گئی-

نمائش: جوبلی نمائش ہال کی تزئین و آرائش کا کام جلسہ سے کافی دن قبل مکمل کر لیا گیا تھا- جوبلی ہال کی جلسہ سالانہ کے موقع کے لئے از سر نو تزئین و آرائش کی گئی تھی- قرآن کریم کے تراجم اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے تراجم لوگوں کی خاص دلچسپی کا باعث بنے، نیز شہدائے احمدیت کی تصاویر نے بھی لوگوں کو بے حد متاثر کیا- ایک علاقہ کے امام شہدائے احمدیت کی تصاویر دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے- نمائش دیکھنے والوں کی ایک بڑی تعداد ایسی تھی جنہوں نے حضرت امام مہدیؑ کی تصویر اس سے قبل نہ دیکھی تھی- خلفائے احمدیت کی تصاویر اور حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھ کر لوگ خوش ہوئے- جوبلی نمائش ہال میں اس دفعہ ٹیلی ویژن بھی رکھا گیا تھا- حضور انور کا خصوصی خطاب ممبر آف پارلیمینٹ جناب عیسیٰ کونے صاحب، نمائندہ وزیر مذہبی امور اور قریباً ۲۰ دیگر اعلیٰ سرکاری افسران کو جوبلی ہال میں سنایا گیا- جوبلی ہال کا انچارج خاکسار (باسط احمد مبلغ سلسلہ) تھا-

بک سٹال: جلسہ سالانہ کے موقع پر جوبلی ہال کے سامنے ایک بک سٹال بھی لگایا گیا جس کے انچارج مکرم احمد طورے صاحب لوکل معلم تھے- فرنچ، عربی اور انگریزی لٹریچر فروخت کے لئے رکھا گیا تھا- اس کے علاوہ جولا زبان میں عمر معاذ صاحب کی آڈیو کیسٹس بھی برائے فروخت پیش کی گئی تھیں- یہ پروگرام عمر معاذ صاحب نے ریڈیو مالی پر جماعت کے تعارف اور اعتراضات کے جوابات پر مبنی پیش کیے تھے- لٹریچر اور کیسٹس کی خریداری میں لوگوں نے خاص دلچسپی کا اظہار کیا چنانچہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ۸۰ ہزار فرانک کی کتب فروخت ہوئیں جبکہ ۲۰ ہزار فرانک کی کیسٹس فروخت کی گئیں-

شعبہ ترجمانی: اس شعبہ کے انچارج مکرم عمر معاذ صاحب مبلغ سلسلہ تھے- دیہات سے آنے والے مہمانوں کی ایک بھاری تعداد صرف جولا سمجھتی تھی- چنانچہ فرنچ پروگراموں کا جولا زبان میں ترجمہ عمر معاذ صاحب اپنے معاونین کے ہمراہ کرتے رہے- بعض تقاریر یعقوبا زبان میں بھی ہوئیں جن کا ترجمہ فرنچ اور جولا میں کیا جاتا رہا-

نظم و ضبط: خدام الاحمدیہ کے رضاکاروں کی ایک بڑی تعداد دن رات ڈیوٹی پر متعین رہی اور سیکیورٹی اور نظم و ضبط کے فرائض سرانجام دیئے- خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تمام پروگرام نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے منعقد ہوئے-

افتتاح جلسہ سالانہ

مورخہ ۴ر اپریل بروز جمعہ کو جلسہ سالانہ کا افتتاح عمل میں آیا- افتتاح سے قبل حضور انور کا خطبہ جمعہ لندن سے براہ راست سنا گیا اور نماز جمعہ و عصر ادا کی گئیں-

۳ بجے سہ پہر نیشنل فلیگ اور لوائے احمدیت لہرائے گئے- احمدیہ سکول آبد جان اور کو فکرو کے بچے اس موقع پر "لا اله الا الله" کا ورد کر رہے تھے- جونہی لوائے احمدیت فضا میں بلند ہوا فضا نعرہ ہائے تکبیر، اسلام و احمدیت زندہ باد اور خلیفۃ المسیح الرابع زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی- بعد ازاں افتتاحی اجلاس مکرم و محترم امیر صاحب کی زیر صدارت ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد تین تقاریر ہوئیں-

دوسرے روز ۵ر اپریل کو پروگرام کا آغاز صبح ۴ بجے نماز تہجد باجماعت سے ہوا- جلسہ سالانہ کا دوسرا باقاعدہ اجلاس صبح نو بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع اور پھر دو تقاریر بعنوان "خاتم النبيين" اور "انی مهين من اراد اهانتك" بالترتیب محترم عمر تراورے صاحب اور محترم عمر معاذ صاحب نے کیں-

باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے زیر اہتمام

بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد

لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے زیر اہتمام ۱۳ر اپریل بروز اتوار مسجد بیت الاسلام میں بین المذاہب سمپوزیم منعقد ہوا- موضوع تھا Concept of God in the Realm of World Religions.

مندرجہ ذیل آٹھ مذاہب کی مقررات نے شمولیت کی اور خطاب کیا- ہندو، سکھ، بدھ مت، عیسائی، زرتشت، اسلام اور Native-

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے بعد میئر آف وان نے مختصر خطاب کیا- پھر تمام مقررات نے اپنے اپنے مذہب کی رو سے خدا کا تصور پیش کیا- پونے چھ بجے اختتامی کلمات کے ساتھ اجتماعی دعا ہوئی اور مہمانوں کی خدمت میں چائے، کافی اور لوازمات پیش کیے گئے- پروگرام بے حد خاموشی اور دلچسپی سے سنا گیا اور بہت سی مہمان خواتین نے گہری دلچسپی اور شوق کا اظہار کیا اور آئندہ بھی پروگراموں میں شامل ہونے کا وعدہ کیا- الحمد للہ-

سمپوزیم میں تقریباً چار صد خواتین حاضر ہوئیں جن میں سے ۵۶ غیر از جماعت تھیں-

---

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے-